ومن اوفیٰ بما عٰہد
الحمد للہ والمنۃ کہ بفضل خدائے زمان و زمین حسب
انذار الناذرین
سنہ ۱۳۰۵ ہجری
من تصنیفات عالم بے بدل اجل الکوفین مولانا مولوی محمد حسین صاحب
مطبع یوسفی دہلی طبع شد
قیمت ۱؎

بسم اللہ الرحمن الرحیم

الحمد لله على ما آتینا بالنعم السوابغ والمنة له على ما انذرنا بالحجج
البوالغ والسلام على النبي البشير النذير السراج المنير والوصي الذكي الهادي الوزير الامیر
نعم الامیر وذریتهما الائمة الهادین المهدیین لا عدیل لهم ولا نظیر هدینا بالغامض غیر تقصیر
وبعد حمد وصلوٰۃ واضح ہو کہ بحکم محکم وَلْيُوفُوا نُذُورَهُمْ ادائے نذر واجب لازم اور بفحوائے صداقت انتما
وَمَا أَنفَقْتُم مِّن نَّفَقَةٍ أَوْ نَذَرْتُم مِّن نَّذْرٍ فَإِنَّ اللَّهَ يَعْلَمُهُ خدا عالم الغیب نیت پر انسان کی مطلع ہے حیلے بہانے اسکے
سامنے پیش نہیں جا سکتے اور وہ بحکم وَمَا لِلظَّالِمِينَ مِنْ أَنصَارٍ بدعہدوں کا ساتھی اور مددگار
اور مشرکوں اور بدعتیوں کا یار و یاور نہیں آور فی زماننا دار الهنود ہندوستان ضلالت توامان
میں نذر و نیاز کے باب میں عجب خرابی واقع ہو رہی ہے ادھر بدعتیوں کا زور و شور
اور افراط ادھر وہابیہ کی تقصیر و تفریط وہ ہندوانی میں پاد دال الگ ہی پکار رہے
ہیں وہ نقشہ ہو رہا ہے وَقَالَتِ الْيَهُودُ لَيْسَتِ النَّصَارَىٰ عَلَىٰ شَيْءٍ وَقَالَتِ
النَّصَارَىٰ لَيْسَتِ الْيَهُودُ عَلَىٰ شَيْءٍ وَهُمْ يَتْلُونَ الْكِتَابَ كَذَٰلِكَ قَالَ الَّذِينَ لَا يَعْلَمُونَ
مِثْلَ قَوْلِهِمْ فَاللَّهُ يَحْكُمُ بَيْنَهُمْ يَوْمَ الْقِيَامَةِ فِيمَا كَانُوا فِيهِ يَخْتَلِفُونَ
اور تو کچھ نہیں بگڑا اس کشمکش میں عوام بیچاروں کی گمراہی ہے علم سے عاری اہل علم سے

پس پورا کریں وہ منتیں اپنی - اور جو کہ خرچ کرتے ہو تم کسی خرچ سے یا منت مانتے ہو تم کسی منت کو بے شبہ اللہ جانتا ہے
اسکو اور نہیں ہے واسطے گنہگاروں کے مددگار کہتے ہیں یہود نہیں ہیں نصاری کچھ اور کہتے ہیں نصاری نہیں ہیں یہود
کچھ اور سب پڑھتے ہیں کتاب یہی ہیں کہتے ہیں جیسے علم میں - انکی سی بات پس اللہ فیصلہ کریگا انمیں دن قیامت کے جن باتوں پر جھگڑتے تھے

قراری کام چلے تو کیسے لیکن حق چھپا نہیں آشکارا ہے قرآن پڑھا تو پڑھا نہ قل ان کنتم صادقین اگر حجت ہے

بَلٰی مَنْ اَسْلَمَ وَجْهَهٗ لِلّٰهِ وَهُوَ مُحْسِنٌ فَلَهٗ اَجْرُهٗ عِنْدَ رَبِّهٖ وَلَا خَوْفٌ عَلَيْهِمْ وَلَا هُمْ يَحْزَنُوْنَ

طاعت خدا سبیل نجات ہے اور حسب ارشاد ہدایت بنیاد بشیر و نذیر کے لا نذر فی معصیۃ معصیت اور حرام

کام پر نذر منعقد نہیں ہوتی اور بمفاد خبر مستفیض قول ہمارے ائمہ کے لا صدقۃ ولا عتق الا ما ارید بہ

وجہ اللہ نذر و نیاز میں قربت خدا شرط ہے اور یہ ضرور ہے اور منقول ہے النذر نذران فما کان للہ وفاؤہ

وما کان لغیر اللہ فکفارتہ کفارۃ یمین لیکن چونکہ بمقتضائے الصحبۃ مؤثرۃ تخم تاثیر صحبت کا اثر عوام شیعہ میں

بھی عقاید اہل بدعت و ہنود سرایت کر گئی رفتہ رفتہ یہ بلا عام ہو گئی اور بعض امور حق مورد طعن و ملام بھی

وکان حقا علینا نصر المؤمنین لہذا احقر سراپا تقصیر بے مایہ و بے بضاعت سراسر ضراعت متقلد ارباب حب

تمسک ثقلین ابو یوسف عابد حسین بن بخشش حسین تھانپوری انصاری یو پی سالار پوری نے زبان ملک و

عام میں یہ رسالہ **انذار الناذرین** تنبیہاً للغافلین و تبصرۃ للناظرین اصول صحیحہ و اقوال معتبرہ سے

مرتب کیا امید ہے کہ ناظرین حق پسند پسند فرمائیں اور کسیقدر فتورات نذورات مومنین سے صاف ہو جائیں

وَمَا تَوْفِيْقِيْ اِلَّا بِاللّٰهِ رَبَّنَا وَاجْعَلْنَا مُسْلِمَيْنِ لَكَ وَمِنْ ذُرِّيَّتِنَا اُمَّةً مُّسْلِمَةً لَّكَ وَاَرِنَا

مَنَاسِكَنَا وَتُبْ عَلَيْنَا اِنَّكَ اَنْتَ التَّوَّابُ الرَّحِيْمُ الٰہی یہ جگر پارہ چشم زخم نا انصافی سے محفوظ رہے قبول درگاہ

ہو مومنین محظوظ رہیں سنو صاحب نذر کے لغوی معنے وعدہ کے ہیں اور شرع میں بندہ کا کسی کام کو

اپنے اوپر خدا واسطے واجب و لازم کر لینا مراد ہے کرنیکو یا نکرنیکو خواہ شکراً یعنی شکریہ حصول مدعا یا

دفع بلیہ و بلا پر تبرعاً بلا وجہ بلا شرط محض بنظر ثواب یا زجراً منع نفس کو بشرط خلف وعدہ بخوف

عقاب پس پہلی دونوں صورتوں کو شرع میں نذر مجازات اور شکر کہتے ہیں اور تبرع سمیت

کہدے لاؤ تم اپنی سند اگر سچے ہو۔ ہاں جو سونپ دے منہ اپنا واسطے اللہ کے اور وہ ہو نیک کام والا پس اسکے لیے ہے اجرت اسکی اسکے رب کے پاس اور نہ کچھ

ڈر ہے اونپر اور نہ وہ غمگین ہونگے نہیں کوئی منت گناہ میں نہیں کوئی صدقہ اور نہ آزادی بجز اسکے کہ مقصود ہو قربت خدا کی منت دو قسم کی

ہیں ایک جو اللہ کیلئے اوسکو وفا کرے اور جو کسی اور کیواسطے ہے پس اسکا کفارہ قسم کا کفارہ ہے صحبت کا اثر ہے اور فرض ہے ہمپر مدد مسلمانوں کی

لفظ کام ہندی میں فعل کو اور ترک فعل کو بدلیل اکثر فعل انعدام ہے کما ذہب الیہ بعض الاصولیین ۱۲ منہ

تینوں اول کی قسمیں طاعت اور بر کہلاتی ہیں اور چوتھی کو زجر بولتے ہیں اور زجر کے معنے
تنبیہ اور تادیب کے ہیں اسمیں ممنوعات اور مرجوحات سے نفس کو روکنا مراد ہوتا ہے
زجر بہت عمدہ بات ہے لیکن عرفاً شرعاً اور معروف نذر کے پہلے دونوں قسمیں ہیں
اور پہلی دونوں شکلیں یعنی زجر و تبرع عرف میں عہد گنے جاتے ہیں اور بلفظ عہد واقع کیجاتی ہیں
اور عادتاً مستعمل ہے بھی وہی دونوں صورتیں اول کی پائی جاتی ہیں اور نسبتاً کم زجر اُس سے کم تبرع
مستعمل ہے بلکہ سید مرتضیٰ رضی اللہ عنہ اس چوتھی صورت یعنی تبرع کے قائل نہیں فی عقد غیر مشروط کو
نذر نہیں جانتے اور غور کیجیے تو حق بجانب ہے باقی الامر فوق الادب اور نذر مباحات کو بقصد تقرب
حکم شارع واز نیت بالاشرات ۱۲
سمجھنا محض تحکم ہے نذر یعنی جزا کا قربات سے ہونا اور زجر تبرع میں قصد قربت کی شرط لگانا بے شبہ
لازم ہے اور ہر صورتیں نذر کا ادا کرنا قربۃً الی اللہ فرض متحتم ہے اسمیں بھی شک نہیں اور نذر
لجاج مثل یمین غموس و لجاج بالاتفاق عبث و باطل ہے اور نذر کا وعدہ بھی بطور یمین قسم جیسے سود و
لاطائل ہے پس بہ نظر نذر مباحات اجتناب کیجاتی ہے پس واضح ہو کہ انعقاد نذر کا شرع اسلام میں پانچ
شرطوں پر موقوف ہے **شرط اول** تلفظ صیغہ یعنی بانسے ادا کرنا عبارت نذر کا نذر کی صحت کی پہلی
شرط ہے پس مجرد بدون تلفظ محض قصد و نیت علی الاشہر انعقاد نذر میں کافی نہیں گو ایفا مستحب ہے اور
انما الاعمال بالنیات کے یہ معنے نہیں کہ نیت بلا عمل کافی ہے بلکہ مقصود یہ ہے کہ عمل تابع نیت کے چاہیے
یا یہ کہ بلا قصد و نیت فاسد ہے پس عقد قلبی کیساتھ اقرار لسانی اور وہ بھی بصیغہ شرعی لازم ہے کہ
بغیر صیغہ شرعی کے کبھی نذر منعقد نہیں ہوتی اور صیغہ شرعی نذر کا بالاتفاق للہ علی کذا ان
کان کذا ہے یعنی ایسا ہو تو یہ مجھپر خدا واسطے واجب و لازم ہے۔ یعنی در صورت اول بشرط حصول
مقصود و برآمد مدعا اور صورت دویم میں بشرط دفع بلا چہ مرض چہ وبا چہ قحط چہ غلا مثلاً در صورت
چہارم میں بشرط بدعہدی خلف عہد اور صورت سویم میں فقط للہ علی کذا بلا شرط مطلقاً اور

۱ فی الدروس یشترط فیہ القربۃ للصیغۃ و یکفی التقرب فی الصفۃ الاقرب ۱۲ منہ ۲ پس سبیل نیت کیساتھ یمین
۳ واسطے اللہ کے مجھپر ہے ۱۲ منہ

فقط للہ علی ان یہ علے نذر ذکر نذر سطر لغوا ری اللہ علی قربۃ سیح شرعی ہے وراجوا ئے قربۃ ما یعنی بجالا
کسی نیک کام کا امتثال نذر وبرات ذمہ کو کافی ووافی اور نذرت للہ کذا اور بطنی نذرت اللہ
ہوگا انی نذرت للرحمن صوما سے انعقاد نذر مجمل ترد وار مقام نظر ہے اس عبارتمیں انشا
اور اخبار دونوں محتمل ہیں چنانچہ دونوں قصہ مریم اور مادر مریم کی بھی کیفیت پر مشتمل ہیں
اور روایت فقالت اللھم ان کنت فتحت عنہ فلانجاۃ بہ تحررۃ جواز پر ناظر ہے آرے اگر ہندیں نذر
قبول کرنا تسلیم کریں اور منت کی صحت کو سر و ھریں تو انکے ترجمہ میں معاملہ برعکس نظر
آتا ہے نذر ذلک لکذا کا ترجمہ یعنے خدا کیلئے یہہ بات قبول کی انشار والیقاع میں اظہر ہے اور
للہ علی کذا کا ترجمہ یعنے خدا کیلئے مجھپر یہ امر لازم ہے یا میرے ذمہ ہے اقرار واخبار میں مستعمل
تر ہے۔ اور عبارت نذر زبانِ ہندیں بصیغہ حال و استقبال شایع تر ہے خواہ بلفظ نذر ہو
میں اللہ سے نذر کرتا ہوں یا نذر قبولتا ہوں کہ ایسا ہو تو یہ کروں یا بھی عبارت بلفظ منت
اور قبولیت ہو کہ فلاں کام ہو تو خدا کیلئے فلان کام کروں مثلاً میں منت مانتا ہوں کہ علم
پاؤں تو خدا واسطہ علم چڑھاؤں یا قبولیت قبولتا ہوں کہ قبول صورت دلہن پاؤں تو راہ خدا
قبولی کہلاؤں یا بلفظ وعدہ ہو کہ میں اپنے اللہ سے عہد کرتا ہوں کہ بیٹا پاؤں تو حج کو جاؤں
بلکہ بغیر لفظ نذر ومنت بھی جو عبارت طرحۃً یا عرفاً نذر پر دلالت کرتی ہو اس سے نذر منعقد ہو گئی
جاتی ہے مثلاً یہہ کہنا کہ یا اللہ اگر میرا فلاں مطلب آ وے تو میں ایک روزہ رکھونگا یا تیری
راہ میں دو پیسہ دونگا یا اللہ میرا کام ہو جاوے تو پانچ روپیہ کی نیاز کروں یا مسجد یا مدرسہ میں
دوں لیکن بقول کسے ثبت العرش ثم انقش جب عربی کو شرط نکریں اور ہندی میں صیغہ
نذر کو منظور کرلیں تو سب کچھ ہو سکتا ہے اور جب اصل ہی میں کلام ہے تو پھر صیغہ ہندیکی
بحث طول کلام ہے علماء کے عندیہ میں للہ علی شرط ہے اذا فات الشرط فات المشروط

سلہ واسطے الفرسکے مجھپر ایک نیک کام سلہ یعنی منت اللہ کیواسطے ہے سلہ اور بیچ شبہ یعنے نذر کیا تیرے لیے جو کچھ کہ میرے پیٹ میں ہے یعنی منت مانی رکھ
کرنے ایک روزہ سلہ اے بار خدایا اگر دفع کرے تو اس سے تو فلا لونڈی میری آزاد ہو سلہ ثابت کر دیوار کو پھر نقش کر سلہ جب فوت ہوئی شرط

سلہ واسطے الفرسکے مجھپر ایک نیک کام ہے سلہ وعدہ کرتا ہوں کہ میرا ۲ سلہ مجھ نذر ۱۲ منہ

اس مقام سے یہ فائدہ حاصل ہو سکتا ہے کہ ہندوستانی اپنی تشبیہ منتونکو نہ مانیں اور اونکی صحت کو
نظر سے گرا دیں اور جو دقتیں اونکے صحیح ماننے اور سمجھنے میں اوٹھانی پڑتی ہیں اوس سے چھوٹ
جائیں لیکن نذر صحیح میں صیغہ نذر و نیں ایسا کرنا احتیاط کے خلاف ہے کیونکہ جرات ہوسکے کہ
ہندیونکی نذر کو صیغہ عربی کے نہونے سے مفتی صاحب منظور فیہ ٹھہرائیں اور مقلد صاحب بجا
نہ لائیں جب نذر معنی اور مطلب ہے تو عربی و فارسی کو کیا دخل ہے جو عبارت بلفظ صریح
عرفاً یا لغۃً مطلوب اور مقصود پر نص ہو التزام فعل پر خدا کیلیئے دلالت کرے اوسکا کافی ہونا
اقرب ہے یا ایہا الذین امنوا اوفوا بالعقود[1] ایفائے عہد کی تاکید پر دال ہے اور اسکا سب کو اعتراف
و اقرار ہے کہ ہند میں اقرار کی صحت بلا تکرار ہے اور نذر بھی ایک عہد و اقرار ہے بندے کا اپنے
مالک سے قول و قرار ہے غیر صیغہ ہندی کی صحت کا اقرار ہو یا انکار بہر حال خدا سے تعلق ہونا
ضرور ہے۔ نذر میں اوسی سے سروکار ہے اگر خدا سے معاملہ نہو گا خدا کے نام سے علاقہ نہ دیگا تو بے
شبہ نذر منعقد نہو گی منت کہلائیگی لغو ہو جائیگی گو دلمیں اللہ کا قصد بھی کیے علی الاشہر
باقی رہا یہ امر کہ لفظ جلالہ سے متعلق ہو للہ کہے یا ہر اسم ذات یا اسم صفات مختصہ و منصرفہ کافی ہے
اور بقیاس یمین و قسم اور بحکم قل ادعوا اللہ او ادعوا الرحمن ایاما تدعوا فلہ الاسماء الحسنیٰ[2]
ہر اسم پاک سے منعقد ہوتی ہے رب کہے یا داور خدا کہے یا پرمیشر یا فقط اسمار توقیفی سے سیرت
جاریہ کا بھی یہی مقتضا ہے خصوص ہند میں یہی دستور ہوتا ہے اور دروس سے اسکی تائید
نکلتی ہے اسمار خاصہ کو شرط کیا ہے و لاکن بعض فقہا کے کلام سے تخصیص لفظ جلالہ یعنی اسم
پاک اللہ کے مفہوم ہوتی ہے پس للرحمن علی بھی کافی نہیں وجہ اسکی اشتراط صیغہ للہ علی
کذا سے پیدا ہوتی ہے اور قیاس بے اساس ہے شرع میں اوسپر بنا نہیں ہوسکتی مرضی مولی
از ہمہ اولی حکم شرع بر سر امنا و صدقنا و فیہ نظر کما مر الحاصل حسب لفظ جلالہ اور اسم اللہ سے تعلق

[1] اے مسلمانوں پورا کرو عقدوں کو [2] کہہ تو اے محمد پکارو اللہ کو یا پکارو رحمٰن کو جس نام سے پکارو درست ہے کہ واسطے اوس کے بہت سے اچھے نام ہیں ۱۲

نذر یا تو اسکی دو صورتیں ہیں اول یہہ کہ کسی سے تعلق نذر دے یون کہے ان کان کذا فعلی کذا
کہ اگر فلاں امر ہو جاوے تو فلاں کام کرنا مجہپر لازم ہے یا کہے علی نذر میں نذر کرتا ہوں کہ
فلاں امر کرونگا یا منت مانتا ہوں کہ کونڈہ بہرونگا اس صورت کا بطلان ظاہر ہے لیکن لفظ
نذر و منت میں انعقاد اقرب ہے اگر نذر سے نذر اللہ مراد ہو۔ دوسری صورت یہہ ہے کہ
خدا کے سوا کسی دیگر سے تعلق دے اسکی نذر کرے سیتلا مسانی یا دیبی بہوانی یا بہوت
پریت یا جن و ملک سے معاہدہ کرے یا بت اور اصنام یا کسی ناپید و گمنام کی نذر کرے
یا کسی پیر و فقیر یا شہید مرد صغیر و کبیر کی منت مانے سو خدا کی چہوٹ کسی کی منت اور نذر ہیٹ
درست نہیں ہے۔ پیر دستگیر ہو یا سیلار سرور سلطان یا یزید و شیطان خواجہ اور مدار
یا گوگا پیر ظاہر دیوان میراں یا سدو اعلی بخش یا شاہ نور شاہ ولایت یا قطب اور غوث
سب کی منت ماننا بدعت سیئہ نہایت بیجا ہے شیعہ سنی کے خلاف ہے ثواب یکطرف الٹی معصیت ہے
جاے تاویل اور محل تاویل نہیں کہلا شرک اور صریح بدعت ہے چہ جاے انکا ان سے مراد مانگے اور استعانت
کرے کہ یہہ تو گوہ در گوہ ہے یہ گلگلا ملیدہ اور پوڑی گتا بکرا مینڈہا کہ ہائی سٹہائی ناچ مجرا پان
پہول چراغ غلاف کچہ کرنا دہرنا قبروں پر چڑہانا یا استہانوں پر لیجانا گدہے کتے چیل کووں کو کہلانا
قبروں پر سجدہ کرنا چوکہٹ پر سر دہرنا نذر نیاز دلانا حاجتی جانا رسم ہنود سے بہتر اور ایجاد صوفیہ
نا صاف ہے خود علماء سنی کی تصریح ہے کہ تشریع قبیح اور کفر شنیع ہے توبہ کرے بلا نذر بہی نکلے گر
نہ پہرے اور نظر گذر سے نہ ڈرے شیطان پرستی ضعف ایمان ہے لا حول و لا قوۃ الا باللہ توضیح و
تشریح ایسے امور کی صراط المستقیم میں کیگئی ہے من شاء فلیرجع الیہ اور آیا صرف میں لانا
کہانا پینا بہی ایسی نذورات کا روا ہے یا نہ تو حکم یہہ ہے کہ حلال و مباح ہے فساد نیت نافذ ہے تحریم
نذر کا حکم بیجا ہے کوئی کسی کا بوجہ نہیں اٹہاتا الا تزر وازرۃ وزر اخری چڑہانیوالا خاطی
ہے چڑہاوے کی کیا خطا الا ما ذبح[1] علی النصب یعنی بلدان کا کہانا ناروا ہے اور وجہ

[1] سوا ے اس چیز کے جو ذبح کی جاے بتوں پر

اسکی ماں اُہِلَّ بِہٖ لِغَیْرِ اللّٰہِ سے ہویدا ہے یعنی جو جانور خدا کے نام پر ذبح ہوگا وہ جھٹکا اور مردار
ہے اور جب اسکا خیال ہے کہ شرکت اور اعانت اور تصویب و تائید بنائی جاتی عقیدہ
اور کلام میں بانی کے شرکت کہلائے پس بعض جو قیدی پر تین حرف کہا اور گیارہویں
کو جھٹکہ جانا اور خضر کو نذر بندہ جانکر بسم اللہ کرکے خواجہ کا بکرا حلال طیب ہے ہضم کر جا
علی ہذا تیرہ جاترا کے ناریل اور پاک چیزیں جو ہاتھ لگیں تو کالا یر غیب مت سمجھ مسلم کو
سب بھیلا ٹیا ہیں فرہبیوں کی مت۔ ان اللہ عمع مالوی گردنی خویش آمدنی پیش
اُنکی نیت اُسکے ساتھ ہم اپنی نیت ساتھ قہر درویش بر جان درویش اب ایک
مسئلا اسکے متعلق اور باقی رہا وہ یہ ہے کہ ایسے بدعتی میلونمیں سیر سپاٹے کی نظر سے جانا
یا بچونکو دکھانا کی غرض وہاں لیجانا یا اُنکا بھیجنا یہ بھی روا ہے یا نہیں ہے سو کیفیت
ہے کہ سو و کفر و بدعت کا بڑھانا ہے۔ کفر و شرک کے مجمع سے ایک آدمی کم ہوا ایک بھی
سہی اور فقط بنظر خرید و فروخت جانا بھی روا ہے یا نہیں خصوصاً اس نظر سے
کہ اکثر جگہ سے عمدہ چیزیں نایاب و کمیاب آکر وہاں بکتی ہیں اور ارزاں یا بکفایت ملتی ہیں
اور سودا خوب فروخت ہوتا ہے اور بازار اکثر تہوار اور مزار الگ ہی ہوتا ہے بدعتی اور
مشرک لوگونکے ہجوم اور مجمع سے یہ مجمع غالباً ہٹ کر قائم ہوا کرتا ہے تو حکم یہ ہے کہ یہ بات
قابل بحث ہے کہ جو سودا وہاں ملتا ہے پھر نہ ملے گا زیادہ بریں نیست کہ گراں
و ناقص ہو اور اسباب وہاں نہ بکا اور جگہ بک جائیگا یعنی یہ سستا بکیگا پس وہاں خرید
فروخت کو بھی جانا بہتر نہیں خصوصاً اُن لوگونکے ہاتھ علی الخصوص چڑھاوے کی چیز
اور کھلونے وغیرہ مورتیں اور باجے بیچنا یہ کب روا ہو سکتا ہے مومن نقصان عاجل کو
نفع آجل کے واسطے گوارا کرتا ہے ہاں پند و نصائح اور انسداد و ممانعت کو جانا درست
ہے خدا ہمت و قدرت دے آمین ثم آمین یہ جھگڑا تو ہو چکا اب ایک [illegible] مرحلہ باقی

۱؎ وہ چیز کہ پکارا جاوے اُسپر واسطے غیر خدا کے ۱۲

کہ نبی اور امام وشہدائے کرام سے منت ماننا اور انسے مراد مانگنا اور نذر و نیاز چڑھانا
کیسا ہے اور امام و نبی سے تقرب کرنا یعنی انکی خوشنودی کو کوئی کام انکے لئے کرنا کیا
حکم رکھتا ہے اور اسمیں شک نہیں کہ کوئی جاہل عالم للنبی علی کذا والحسین علی مجلس العزاء
نہیں کہتا ہاں یوں کہتے ہیں کہ یا رسول اللہ و یا مشکلکشا و یا حضرت امام حسین یا
حضرت عباس یا جناب سیدہ زہرا میرا فلاں کام ہو جائے تو میں تمہارے نیاز کروں
نذر چڑھاؤں حاضری دوں کونڈہ بھروں صحنک کروں پس اس مقام پر چند امر
میں بحث درکار ہے اول انکی شان اور مقام اور منزلت کا بیان دوسرے حکم استمداد
اور طلب مراد اور استعانت اور اسکی کیفیت تیسرے انکی نذر و منت اور اس کا
بطلان یا صحت چوتھے عبارت مذکورہ کا معنی و مطلب اور اسکی صحت اور سقم اور تاویل
اقاویل عوام کالانعام فی مثل ہذا الکلام والمقام پانچویں بیان طریق احتیاط و
سبیل نجات و سیرت سلف صالح تحقیق و تنقیح ان امور خمسہ کے مراحل
اربعہ میں طے کیجاتی ہے مرحلہ اول اسمیں جائے کلام اور مقام دقت نہیں ہے
کہ[1] ما یستوی الاحیاء والاموات سے وہ حضرات مستثنی ہیں کہ انکی حیات
باطنیہ پر قرآن و حدیث شاہد ہے[2] ولا تقولوا لمن یقتل فی سبیل اللہ اموات
بل احیاء ولکن لا تشعرون قرآن میں آیا ہے اور تصرف بھی ان کا
بعد ممات بے شبہ پایا جاتا ہے۔ اسکے انکار میں صدہا روایات اور معجزات کا انکار
لازم آتا ہے باقی یہ امر کہ وہ سمیع و بصیر و عالم الغیب روشن ضمیر ہیں یا نہیں
اور اون ہمارا استعانہ و ندا کیا معنے رکھتا ہے پس یہ امر ثابت ہے کہ عالم الغیب
اور حاضر و ناظر ہونا صفت خدا ہے[3] لا یعلم الغیب الا اللہ نبی و امام نہ ہر جگہ حاضر ہیں

[1] نہیں برابر زندہ اور مردہ [2] نہ کہو تم انکو جو مارے گئے راہ خدا میں مردہ بلکہ وہ زندہ
مگر تم نہیں جانتے [3] کوئی نہیں جانتا غیب کو سوائے اللہ کے ۱۲ منہ

نہ ہر طرف ناظر ہیں علم کان وما یکون ہے یہ مطلب نہیں کہ سمیع و بصیر اور روشن ضمیر ہیں بلکہ
لا علم لنا الا ما علمتنا اسکی تفسیر ہے حصولی اور حضوری کا فرق عیاں ہے اور یہ بھی
ظاہر ہے کہ ہماری آواز قبور مقدسہ تک نہیں پہونچ سکتی البتہ بعض احادیث سے ظاہر
ہے کہ نبی و امام ہماری ندا کو سنتے ہیں اور صورت اسکی یہ ہے کہ ہماری صدا بحکم خدا
فرشتے اون تک پہنچاتے ہیں اور وہ حضرات خود بھی جسم روحانی سے گاہے ماہے آتے
جاتے ہیں اور علم لدنی کے مالک ہیں بہت سی باتیں اونکو من اللہ معلوم ہیں یہ
ہی صحیح و درست ہے ہم نہ سنی اور خارجی کیطرح اصل امامت و خلافت یا فضیلت و منقبت کے
منکر ہیں نہ مفوضہ و غالیہ کی مانند ربوبیت اور الوہیت کے معتقد ہیں جناب امیر علیہ السلام
فرماتے ہیں هلک فیّ اثنان عدوٌ قالٍ و محبٌ غالٍ مفرط و مفرط دونو یکساں ہیں
سگ زرد برادر شغال گہٹانے بڑہانے والے کا ایک مآل ہے خیر الامور اوسطہا
بین بین اپنا طریقہ ہے والحمد للہ علی ذلک یہ مرحلہ اول تو طے ہوا مرحلہ دویم
یہ امر ظاہر ہے کہ ندا و ندبہ اون حضرات کا روا ہے یا رسول اللہ یا ابا عبد اللہ جا بجا کتب
دعوات و مراثی و مزار میں پایا جاتا ہے پس اسکا انکار کرنا برو مذہب حقہ درست نہیں ہے
آگے کلام استمداد و استعانت میں ہے پس وہ صحیح ہو کہ غیر خدا سے مستقل یعنے مالک و خود مختار
و قدرت و حکم والا جانکر استشفا اور استرزاق و استیلاد و استخلاق غلو و شرک ہے نعوذ باللہ
منہما خالقیت و رازقیت خاص صفت خدا ہے ایاک نعبد و ایاک نستعین پر اپنا عقیدہ ہے
اور اگر معین بالاستقلال نہ سمجھے بلکہ وسیلہ و واسطہ یا داروغہ و کارکن سمجھکر التجا کرے ید اللہی اور
معجزہ نمائی کو اسکی سند گردانتے یا یوں کہے کہ اللہ کے حکم سے تم میں سب قدرت ہے میری
مدد کرو جیسا کہ شاعر نے کہا ہے ؎ مختار کارخانہ تقدیر کر دیا علی الظاہر تو تفویض لازم

نہیں ہمکو علم مگر جو تونے بتلایا ۱۲ مترجم ؎ ہلاک ہوئے میرے معاملہ میں دو دشمن گھٹانیوالا اور دوست
بڑہانے والا ۱۲ ؎ عمدہ باتیں بیچ کی راہ ہے ۱۲ ؎ ہم تجھی کو پوجتے ہیں اور تجھی سے مدد چاہتے ہیں ۱۲

عاملون

اونکی غلو ہو جائیگا خواہ تفویض کو شرک کہیں جیسا کہ احادیث میں لکھا ہے یا تقول و افترا میں داخل گردانیں الغرض اجتہاداً یا تقلیداً تفویض ہر طرح سے عقائد اثنا عشریہ کے خلاف اقتصاد کے منافی ہے مفوضہ کا عقیدہ غالیوں کا لا ابالیوں کا طور و طریقہ ہے[1] لا جبر و لا تفویض ورنہ یہ سمجھنا کہ جو وہ چاہینگے خدا کریگا اسوجہ سے ہمکو استمداد روا ہے یہ بھی بیقاعدہ ہے بلا تشبیہ مٹی سے گرو چیت کا نقشہ ہے ائمہ فرماتے ہیں[2] نحن عباد مکرمون لا یسبقونہ بالقول وھم بامرہ یعملون بلا حکم و مشیت باری وہ کچھ نہیں کرتے جو حکم ہوتا ہے بجا لاتے ہیں پس بلا واسطے خدا سے التجا کرنا زیبا ہے اور قرآن میں[3] من یشفع عندہ الا باذنہ آیا ہے منشا یہ کہ شفاعت ہوتی ہے اور جملہ حاجات شیعہ کے شفاعت میں ماذون ہونا محض احتمال ہے سلمنا لکن ضرور نہیں کہ ہر سوال امضا پاے سلمنا لاکن اختیار تفویض تو باطل ٹھہری پس افعال خدا کو اونکی طرف نسبت دینا اور اونسے استشفا اور استرزاق کرنا صحیح نہیں ہے اور استخلاق و استیلاد پر کوئی سند نہیں اور سات بیٹے دینے کی روایت پر غرہ ہونا بیجا ہے اول تو روایت کی سند میں کلام دوسرے کلام اللہ اور حدیث رسول کے خلاف ادہر ائمہ کا انکار و استنکاف پس بیروانیس کے اشعار آبدار اور روایت اغیار حجت و تکرار سے بے اعتبار ہے اور سید الشہدا اُسوقت امام بھی نتھے سب کچھ ہی سہی اصل روایت تمہاری مفید مطلب نہیں خدا اگر کسیوقت اپنے بندہ کے وعدہ اور قول کو سچا اور پورا کردے تو خود مختاری کی سند نہیں ہو سکتی جیسا کہ ایک لشکری کی ضمانت کو جو کسی کافر سے کرلے نبی و امام الرضا فرماتے ہیں انفاذ اور جاری کر دیتے ہیں اور خدا جنازہ کی نماز پڑھنے والوں کا قول اور اون کی شہادت میت کے بابمیں تصدیق کر دیتا ہے پس چونکہ خدا کو حضرت سید الشہدا کی خاطر منظور ہے اگر بچپن کے قول کو صحیح کر دے تو ہو سکتا ہے نہ یہ کہ وہ قضا و قدر کے مختار تھے نعوذ باللہ حکم ربانی کا

[1] نہ جبر ہے نہ تفویض [2] ہم بزرگ بندے ہیں نہیں پیش دستی کرتے ہیں اوسپر کہنے میں اور وہ اسی کے حکم پر عمل کرتے ہیں ۱۲ [3] اور کون سفارش کرے اُسکے روبرو بے اُسکے اذن کے۔

مقابلہ کرتے تھے اور یہ بات اونکی عادت اور سیرت میں داخل ہے[۱] يفعل الله ما يشاء
ويحكم ما يريد۔ اور اگر یا علی مدد اور یا امام جعفر صادقؑ یا حضرت عباسؑ وغیرہ الفاظ سے یہہ
مطلب ہو کہ یہہ حضرات اللہ کے حکم سے کردیں خدا سے عرض کر کے ہماری مدد کو پہونچیں
امداد کریں تو علاوہ مضامین بالا کے اول تو فقط ان کاموں میں جو کام خدا بواسطہ ہی کرتا ہے
اس تاویل کی صحت ممکن ہے نہ مطلقا تاہم سیرت سلف صالح کے خلاف ہے اس قسم کی
استمداد و استعانت ارواح طیبہ سے منقول نہیں ہوئی زمن معصومین میں اصحاب آئمہ و خواص و
عوام شیعہ میں یہ مروج ہو معلوم نہیں ہوتا یہہ اعجاز طلبی ہے تو اسکے لئے موقع مقام ہے
بہرحال عموم قدرت کی تصدیق میں ہمکو یہی کلام ہے ورسه ترحم یا بنی اللہ ترحم ۔
صوفیہ کا قال و مقال ہے اور قصہ قیس و حکایات جہاز وغیرہ حکایات و روایات جو کتب
مناقب و معجزات میں درج ہیں سب اور مرثیہ اور مناقبوں میں نظم ہوئے مسائل فقہ
اور علم عقاید کی سند نہیں ہو سکتی پس بہر صورت اور بہر تقدیر ان لفظوں سے یا اللہ کہنا بہتر ہے
اور اگر ان کلمات سے توجہ اور توسل و تشفع مراد ہے جیسا کہ درود طوسی و زیارات و ادعیات
توسل میں لکھا ہے یعنے یا علی مدد سے یہہ مقصود ہے کہ یا امام تم خدا سے دعا کرو سوال کرو کہ
میرا مطلب بر ہو قاضی الحاجات میری مراد پوری کردے تو احتمال صحت قوی ہے لیکن
تاہم بہتر اور انسب یہی ہے کہ بجائے ان مشتبہ الفاظ کے صریح الفاظ توسل مستعمل ہوں جیسا کہ
کتب مذکورہ میں مروی ہے اور خدا سے بلا واسطہ ان حضرات کا واسطہ دیکر طلب کرنا یعنی یوں
کہنا کہ یا اللہ بتصدیق ائمہ معصومین ہماری حاجت پوری کردے یہہ سب سے اعلیٰ اور بہتر ہے
بلا دقت اور بے خطر ہے چنانچہ علما اور فضلا میں یہی طریقہ دائر و سائر ہے ۔ شعر
خدایا بحق بنی فاطمہ ۔ کہ بر قول ایمان کنم خاتمہ ۔ مرحلہ سوم نذر و منت ماننا یہ ایک
معاملہ مخصوص بذات مقدس خدا ہے بغیر خدا کے مشروع نہیں ہو چاہے فعل قربت

۱؎ کرے اللہ جو چاہے اور حکم کرتا ہے جو چاہتا ہے ۔۱۲

جو نذر کرتا ہے خدا کیلئے ہو یا مخلوق کیلئے اور استمداد مخلوق سے ہو یا خدا سے ہو۔ پس اگر کسی مخلوق کے
نذر کریگا اور شدہ کی منت مانیگا تو جیسا کہ یمین یعنی قسم بغیر ذات خدا کے نبی اور امام یا قرآن و کلام پر منعقد
نہیں ہوتی بلکہ اُسکے جواز میں کلام ہے اسیطرح نذر بھی منعقد نہوگی بلکہ یہہ فعل اچھا نہیں اور نذر
کا وعدہ اور عہد پر قیاس کرنا صحیح نہیں ہے وعدہ کا عموم مشروع ہونا معلوم ہے باقی نذر وہ ظاہر ہے
کہ فعل قربت اور طاعت ہے اور قربت و خوشنودی کسی مخلوق کے لئے اعمال خیر میں مشروع نہیں
نبی ہو یا ولی امام ہو یا شہید چہ جائیکہ ذریۂ طاہرہ و علماء و صلحا فعل قربت غیر خدا کیلئے کرنا اور
عبادت مخلوق کی بجا لانا اصول اسلام کے خلاف ہے حدیث میں وارد ہے لہ لا عتق ولا
صدقة الا ما ابتغی به وجه الله بلکہ رسول اللہ سے خدا نے قرآن میں فرمایا ہے
قل انما انا بشر مثلکم یوحی الی انما الهکم اله واحد فمن کان
یرجو لقاء ربه فلیعمل عملا صالحا ولا یشرک بعبادة ربه احدا
شرک کی بہت قسمیں ہیں از انجملہ شرک فی العبادة ہے جو سب میں بدتر ہے اور شائع تر ہے اور
لا اله الا الله میں اسی کی نفی کا اثبات و اقرار ہے اور یہہ کہنا کہ صاحبانِ خدا کیلئے نذر کرنا
منت ماننا بمنزلہ اُسی کی نذر کے ہے کا نہ خدا کی نذر ہے آن بات سے کام نہیں چلتا
یہہ تاویل علیل اصول شرع سے بمراحل و منازل دور ہے خاص ہوں یا عام عبادت کسی کیلئے جائز
نہیں اور اگر نذر و نیاز کے مجازی معنے مراد لیں یعنی ہدیہ سیت اور ترویج دینا بت کو تعظیما
و تکریما نذر و نیاز کہیں یا ہدیہ اور پیش کش منظور ہو اس نظر سے کہ سلاطین کے ہدیہ کو نذر بولتے
ہیں اور وہ پادشاہ دین و دنیا ہیں تو یہہ بھی بنا ہے فاسد علی الفاسد ہے یعنی وہ خود غلطی ہے
عوام کالانعام اہل سنت نے سلاطین کو ظل سبحانی اور خلیفة الرحمانی ٹھہرا کے خوشامد کی

لہ: بردہ آزاد کرتا ہے اور نہ صدقہ دیتا ہے مگر جبکہ مقصود ہو اُس سے ذات اللہ کی ۲ہ ہیں میں ایک بشر
تم جیسا وحی آئی میرے پاس بس معبود تمہارا اللہ واحد ہے پس جو امید کرے اللہ کے ملنے کی پس چاہیے کہ وہ عمل کرے
عمل نیک اور نہ شریک کرے اپنے پروردگار کی عبادت میں کسی کو ۱۲

نظر سے اونکو پیشکش اور خلعت کو نذر کہدیا جیسا کہ ہدایا و فتوحات شیخ و مرید کو صوفیہ نے عجز و نیاز
سے نیاز نام رکہدیا کیوں نہو صوفیہ حلولیہ کے نزدیک انبیا و اولیا اُسیکا جلوہ ہیں پس جو
ہیں سو ہیں غرض نذر سلطانی پر نذر و نیاز ایمانی کا قیاس کرنا بیجا ہے اور اگر یہ خیال کریں جیسا
کہ طعام موتی کو بوجہ سورہ فاتحہ کے فاتحہ کہنے لگے یا نذر و نیاز پڑہے جانیسے الحمد کا پڑہنا نیاز
دینا مشہور ہوگیا اسیطرح ترویج آئمہ معصومین کو کہ غالبًا بوجہ نذر ہوتی ہے نذر کہنے لگے
ولا مناقشة فی الاصطلاح[۱] تو بہی مناقشہ سے خالی نہیں اور جب نذر و نیاز کا اطلاق
شرع میں قربت خدا پر آیا ہے بلکہ بعض قوم میں معبودوں کے ہدی کو چڑہانا اور مجوسی ہدیہ کو نذر
اور نیاز اور خدا کے وعدہ کو نذر و منت کہتے ہیں تو اُسکو عام کردینا خلاف احتیاط ہے۔ پس
معلوم ہوا کہ نذر و نیاز کا لفظ اس موقعہ پر بعض طرح بیموقعہ ہے ہدیہ کہنا اولیٰ ہے خدا نکردہ
اگر نذر و نیاز کے حقیقی معنی مراد لیں اور تقرب اور خوشنودی ان حضرات کی مدنظر ہو جیسا کہ
ظاہر اقوال و افعال جہال کا مقتضا ہے تو بڑی خرابی شرک و بدعت ہے و اگر مجازی معنی
مراد لیں تو خلاف احتیاط و مخالف سیرت ہے **مرحلہ چہارم** توضیح اصل مرام و تفسیر و تاویل
مفہوم کلام عوام کے بیان میں نذر و منت میں طریقہ شائعہ یہ ہے کہ ارواح معصومین کو مخاطب
کرکے کہتے ہیں کہ یا حضرت ایسا تم کردو یا تمہارے حکم سے ایسا ہوجاوے تو میں تمہاری نذر
چڑہاؤنگا تمہارے واسطے ایسا کرونگا اس کلام عوام میں قطع نظر صیغہ شرعی ہنونیکے
دوہری دقت ہے ہم قربت ہم استعانت یعنی شرک فی القدرت اور شرک فی العبادت
دونوں لازم آتے ہیں اور اگر یہہ سمجہیں چونکہ اللہ کے حکم سے تم میں سب کچھ قدرت ہے تم
میری مراد پورا کردو میں تمہارے واسطے یہ نذر چڑہاؤنگا تو تفویض اور تقرب ہے یہ بہی باطل ہے
اور اگر یہ کہے کہ یا امام یہہ میرا کام کردو میں تمہارے لیئے یہہ کار خیر بنیابتاً یا اصالتاً بجالاؤنگا
تو گو تقرب اور شرک فی العبادت نہو مگر استعانت میں تفویض یا غلو لا کلام ہے رہے

---

[۱] اور نہیں جہگڑا ہوسکتا اصطلاح میں —

اور اگر یہہ کہے یا امام تم خدا سے دعا کرو میری حاجت بر آوے میں تمہاری مجلس کرونگا
نذر دلاونگا نیاز کرونگا کونڈہ بہرونگا حاضری کرونگا تمہارے نامپر یہہ دونگا اور مراد ان لفظونسے
ظاہری معنے ہوں تو تفویض اور غلو تو نہیں مگر قربت میں شرکت باقی رہے اور اگر ان
کلموںسے مجازی معنی مراد ہوں یعنی ترویج و نیابت مقصود ہو یعنی قربتاً الی اللہ مجلس کرونگا
نذر اللہ و نیاز خدا اور اللہ کے نامپر حاضری[لہ] اور کونڈہ[عہ] بہردونگا آپکی طرفسے یا تمہاری خدمتمیں
ثواب پہونچانیکو تو علی الظاہر معنی کی روسے احتمال صحت ہے مگر ظاہر الفاظ کی راہ سے دقت ہے
علاوہ شبہ تقرب کے شرط جزا شفاعت میں لگانا گویا رشوت یا جعالہ کے ہے اور حق السعی ہے
تو بھی شرع میں نہیں لکھا ہے اسیوجہ سے عہد و وعدہ کی تاویل بھی ضعیف و علیل ٹھہرتی
ہے یعنی یہہ کہنا کہ ہم نذر نہیں کرتے علی الحسین شلا نہیں کہتے بلکہ اپنے امام سے
عہد و وعدہ کرتے ہیں کہ آپکے طفیل سے ہمارا کام ہوجاوے تو ہم آپکی نیاز دلاوینگے
یعنی ترویج بجالاوینگے یا نیابت ادا کرینگے اور عہد و وعدہ ہر بشر سے روا ہے چہ جائے
مقربان خاص کبریا اور حضرت نے فرمایا ہے[عہ] الکریم اذا وعد وفا و اذا توعد عفا
یہہ تفسیر و تقریر علاوہ سقم مذکور کے المعنی فی بطن الشاعر[عہ] ہے منت کرتے وقت اگر نیت
الٰہی شرح کو ساتھہ رہا کرے تو بہتر ہے مگر تاہم یہہ تاویل کچھہ بن پڑتی ہے اگر استعمال
میں خرابی نہو۔ اور اگر یہہ مقصود ہے کہ یا امام تمہارے صدقہ اور طفیل سے خدا کردے
تو میں قربتاً الی اللہ تمہاری فاتحہ دلاونگا نیابت بجالاونگا اور مقتضاے ایمان بھی
اسی کو چاہتا ہے غالباً یہی معنی مراد لیتے ہونگے اور نذر سے نذر خدا یا ہدیہ و نیابت
کا قصد کرتے ہونگے چنانچہ فہمیدہ اور سنجیدہ لوگ بھی توجیہ اور تاویل کرتے ہیں تو گو علی الظاہر
خطاب کیوجہ سے دقت معلوم ہوتی ہے مگر بعد تعمق اقرار صحت کا مضایقہ نہیں

لہ یعنی ناحضر۔ لہ یعنی ایک کونڈہ بہر۔ عہ سخی جب وعدہ کرے وفا کرے گا اور جب دھمکا دے

بلکہ احوط یہ ہے کہ تمہارے تصدق سے طفیل سے یا مثل اسکے توسل کے لفظ کہا کریں جس
کہ بعض صحبت یافتہ اشخاص کا طریقہ ہے کہ بدون اسکی عبارت مشتبہ خلاف ظاہر مسلک
احتیاط کے خلاف ہے اور نذر و نیاز کا لفظ بھی نہ کہیں ہدیہ تزویج و نیابت کہیں جیسا کہ
بعض ماندہ لوگ کرتے ہیں تو اور بھی احوط ہے کہ کلام اشتباہ سے صاف ہو نیت و عبارت
مطابق رہیں اور اگر امام سے توسل کرے اور صراحۃً نذر خدا کا وعدہ کرے جیسا کہ بعض محج
لوگ کرتے ہیں تو اور صاف بخطر ہو جاتا ہے اور اگر خدا سے مجلس عزا یا نیاز امام و نیاز
رسول و حاضری کا وعدہ کرے اور بدیں عبارت نذر مانے کہ لِلّٰہ علیّ مجلس العزا یا نیابت
الرسول یا ہدیت الامام یا تزویج البتول یعنی خدا یا اگر میرا مطلب اور کار بتصدیق آئمہ
اطہار برار ہو تو میں تیرے امام کیواسطے انکی طرف سے یا انکے ایصال ثواب کو مجلس کرونگا
یا مصلی اونکیلئے کہلاونگا یا صدقہ و خیرات بجالاونگا یا نیاز دلاونگا یعنی فاتحہ کہلاونگا
جیسا کہ بعض واقفکار کرتے ہیں تو اصل نذر بلا کھٹکے درست ہے گو لفظ فاتحہ میں بحث و
نظر ہے چنانچہ تشریح اسکے خاتمہ پر پیش نظر ہے لیکن ایک بات اور معلوم ہو جانی چاہیے
کہ آیا نذر میں عاما مانگنا خدا سے یا التجا کرنا آئمہ ہدا سے جو معمول اور مروج ہے یہ بھی کچھ ضرور
شرط ہے۔ یا اختیاری و اضطراری بات اور مفید ہے یا مضر اسکی یہ تفصیل ہے
کہ صیغہ عربی میں اسکی ضرورت نہیں ورنہ اوسمیں ہوتا ہے باقی ہندی عبارتوں میں
فی الجملہ اسکی ضرورت پائی جاتی ہے غالباً ہندی عبارتیں عہد سے شبیہ ہیں اور
بدوں خطاب کے کم بن پڑتی ہیں مثلاً صحت پاؤں تو صحنک کروں نیاز دلاؤں یا درس
مصلی یا پانچ پارہ کی تلاوت کروں منت نہیں کہلاتی منصوبہ گنا جاتا ہے ہاں اگر منت
اور قبولیت یا نذر و عہد کا لفظ ہو تو بدون خطاب کے بھی صیغہ نذر منعقد ہو جاتا ہے منت منعقد
ہو جانے میں شبہ نہیں رہتا مثلاً میں منت مانتا ہوں قبولیت قبولتا ہوں یا نذر کرتا ہوں
کہ صحت پاؤں تو نذر دلاؤں یا نیاز کروں یا ملیدہ چڑہاؤں یا کونڈہ بھروں یا کھانا

حاضری کروں یا صحنک بھروں الغرض ندا و خطاب و التجا و التماس کا مضائقہ نہیں ہے نہ صیغہ کی شرط ہے نہ صیغہ کی منافی ہے بلکہ روایت مذکورہ اللہم ان کشفت عنہ اس عبارت کی قدامت پر شہادت دیتی ہے مگر غیر خدا سے خطاب کرنا نبی ہو یا ولی اُسکا یہ حکم نہیں ہے چنانچہ ماسبق میں مفصل بیان ہوا اسکی چند صورتیں ہیں اور اولیٰ عدم تخاطب بغیر خدا کے الٰہی تیرا شکر ہے خدا خدا کر کے بری جان جو کہوں وہ وقت اور مصیبت سے شرط اول نمٹا اب شروط باقیہ — نذر کا وقت ہے شرط دوم قصد ہے انما الاعمال بالنیات عمل کا دار و مدار نیت پر ہے بدون قصد و ارادہ کے محض تلفظ اور منہ سے کہنا صیغہ کا کافی نہیں ہے فلہذا مست و مخمور اور بیہوش و مجبور اور مغلوب الغضب اور سوتے کی نذر منعقد نہیں ہوگی علیٰ ہذا المنفظ صیغہ بدون لحاظ معنی کے یعنی للہ علیّ کا طوطی کیطرح تلاوت کر لینا ناخواندہ آدمی سے انعقاد میں کافی نہیں ہے اسی جگہ سے جاہل نکاح خوانوں کی صیغہ عربی پڑھنے میں وقت ہے اور بلا قصد نذر ریا و سمعہ یا نشو و نما اور ناموری کو صیغہ زبان پر جاری کرنے سے بھی نذر منعقد نہیں ہوتی علیٰ ہذا نذر — زجر و تبرع بدون لحاظ قربت و رضا حضرت عزت محض زجر نفس کو بغرض نفع دنیا و حفظ مال و جاہ مثلاً فقط صیغہ پڑھنے سے نذر نہ کہلاویگی اور قصد مراد قصد انشا و ایقاع ہے گذشتہ و آئندہ سے اقرار و اخبار مقصود نہو اسی بات کی رعایت اَلنِّحَتُ وَرُوحُتُ وَقَبِلْتُ وَرَضِيْتُ میں درکار ہے کہ نذر کا ذکر اور منت کا وعدہ نذر و منت نہیں ہوتی ہے سب بحث خود ناذر کے حق میں ہے باقی دوسروں کے واسطے محض ظاہر حال اور اقرار کافی ہے اَفْعَالُ الْمُسْلِمِیْنَ مَحْمُوْلٌ عَلَی الصِّحَّۃِ شرط سوم قابلیت ناذر کی باین معنی کہ بالغ و عاقل مسلمان و مختار ہو کہ نذر صغیر و مجنون و کافر کی صحیح نہیں البتہ کافر کو بعد اسلام سے مشرف ہونے کی نذر کفر کا ایفا کرنا مستحب ہے اگر وفی اللہ ہو ورنہ نہ اور آیا کہانا اس شیرینی وغیرہ محکوم بالطہارت چیز کا جو غرا خانہ دقبل

لہ مسلمانوں کے فعل محمول ہیں صحت پر ۱۲

ذبح وکربلا پر ہنود و نصاریٰ وغیرہ چڑھاتے ہیں کیا حکم رکھتا ہے انکا جواز ہے جبتک
اونکی برطوبت مس کرنیسے مثل شربت کے نجس نہو اور حرام چیز بھی نہو ورنہ ناجائز ہے۔
عوام الناس بڑی غلطی کرتے ہیں جو نجس چیز کو نیاز سمجھکر کھا لیتے ہیں اور کسبی مالزادیکی نذ
ونیاز کو کھانا جبتک بالتخصیص شے حاضر کی نسبت علم نہو کہ مال کسب و اجرت زنا و غنا
سے ہے اصول کی رو سے بقاعدہ افعال المسلمین محمول علی الصحة روا ہے مگر
خلاف تقوی ہے علی ہذا لازمین یوالی یعنی کچہری کے نوکروں کے مال کا حال ہے تا حیات
ان سب کے مگر بعد وفات کل مال مشتبہ و مظالم ہوگا اور مابعد خمس طاہر ہوگا اور عورت کی نذر
بدون اجازت خاوند کے منعقد ہوجاتی ہے نافذ نہیں ہوتی اجازت شوہر پر موقوف رہتی
ہے اور بقولی لغو ہوجاتی ہے پھر بعد اجازت از سر نو کرے تو کرے منقول ہے لیکن
لِلمرأةِ مع زوجها امرٌ فی عتقٍ ولا صدقةٍ ولا تدبیرٍ ولا هبةٍ
ولا نذرٍ فی مالها الا باذن زوجها الا فی حجٍ او زکوٰة او برّ والدیها او صلة رحمٍ
نہیں عورت کو خاوند کے ہوتے کچھ اختیار بردہ آزاد کرنے میں اور نہ خیرات
وصدقہ دینے میں اور نہ تدبیر غلام میں اور نہ ہبہ اور دے ڈالنے میں اور نہ نذر میں یہ سب
اوسکے مال میں کیوں نہوں بدون اذن اپنے شوہر کے ہاں حج و زکوٰۃ اور حسن سلوک
والدین اور صلہ رحم بجا لا سکتی ہے یہ سہاگن کا حکم ہے اور بیوہ اور کنواری بے پدر
مختار ہے چاہے سو کرے اور فرزند کی نذر کو بھی باپ کی اجازت پر متعلق کیا ہے مگر ظاہر
عدم مخالفت نہ اذن و اجازت بہرحال بعد تزویج لڑکی اپنے شوہر کے تابع ہے اور
لڑکا اپنے نفس کا مختار ہے اور غلام ولونڈی کی نذر بھی اذن آقا پر موقوف ہے بقولے
مالک کو اختیار ہے کہ باطل کرے یا جاری اور بقولے لغو ہوجاتی ہے اصل تینوں جگہہ بعد
اذن صحت و نفاذ ہے اور نذر محجور اور مفلس کی بابت مالیات کے منعقد ہوجاویگی
مگر تا رفع حجر تصرف سے ممنوع رہیگا **شرط چہارم** رجحان شرط ہے یعنی وہ مراد کہ

مطلب

جسکی بابت نذر ہی حلال و مباح بلکہ امر خیر ہو یعنی ایسی بات ہو کہ اُسکا خدا سے چاہنا
بد نہو اور جزا اور شکر کی صلاحیت رکھتا ہو خواہ اپنے واسطے ہو یا غیر کیلئے عموماً اور محض فعل
خدا ہو یا فعل غیر ہو یا اپنا کام ہو کسی وقت اور زمانہ سے محدود و موقت ہو خواہ مطلق ہو
جیسے چین و امن کا ملک میں جمع ہونا قحط و وبا کا دفع ہونا بدعت و شرک کا بستی سے مٹ جانا
موذی جانوروں کا گھٹ جانا مرض و علت سے شفا اور صحت نزول باران رحمت
یا کسی موقع اور وقت تک تندرستی کا بنا رہنا اپنا یا کسی غیر کا یا علم و دولت و طاقت و اولاد
بنیاد رزق روزی نوکری چاکری حلال مزدوری کا ملنا حج و زیارت سے مشرف
ہونا نماز کا ادا ہو جانا قضا کا یا ادا کا بیاہ نکاح متعہ کنیز کا میسر آنا اور مسافر کا خیر و عافیت
گھر پر آ جانا یا گمشدہ کا مل جانا اور حفظ جان و مال و آبرو اپنی یا دوسرے کی حاکم یا دشمن یا
کسی درندہ یا گزندہ یا دیگر آفات ارضی و سماوی یا شر و اضلال شیاطین اور وہم و وسوسے
وغیرہ سے محفوظ ہونا یا معصیت و نافرمانی خدا و رسول یا کسی مکروہ مرجوح کے ارتکاب
سے بچا رہنا اپنا یا دوسرے کا جیسے شراب بھنگ چرس گانجا تاڑی عیاشی تماشا بینی چھوٹ
جائے یا افیون مدک و چانڈو و دبا ہو حقہ کی لت جاتی رہے یا میانہ روی کا ڈھنگ آ جاوے
فضول خرچی کا رنگ جاتا رہے یا مسخر و ٹھٹھا بازی کی خو چھوٹ جائے یا پتنگ بازی کی چکری چھٹ جائے
علیٰ ہذا الکل اچھی باتوں کا ظہور اور بری باتوں کا نابود ہونا شرط ہونیکے قابل ہے اور اسیطرح
ہر ایک امر حرام اور ضرر اہل اسلام کے حصول پر منعقد نہو گی لَانَذرَ فِی مَعصِیَۃٍ[۱]
اور مخالفت میں ایسی نذروں کے کفارہ بھی نہیں ہے خدا سے چاہئے یا نچاہئے اور انکا
قصد ہی نکرے مثلاً زوال نعمت اور نزول مصیبت کی تمنا کرنا اپنے لئے یا کسی مومن کیلئے
یعنے تلف جان و مال اور آبرو اور اولاد بنیاد و صحت اور تندرستی کا رفع ہونا یا مال
غیر یا قتل مومن پر یا کسی معصیت یا کسب حرام پر قدرت پانیکی منت ماننا یا چوری جاری

۱؎ معصیت اور گناہ میں منت نہیں ۱۲

اور گانے بجانیکی استعداد اور مہارت ہونے پر نذر کرنا اور سبق و رمایہ یعنی گھوڑدوڑ
اور نیزہ بازی اور گولہ اندازی وغیرہ فنون سپہ گری کی سوا باقی ہر قسم کی قمار اور لہو و لعب
اور ہار جیت اور جوے اور کھیل کود پر بازی لیجانے پر یا شطرنج و چوسر میں ہاٹ بٹنے پر اپنے
یا قرعہ اندازی بازاری و سرکاری یعنی چٹھی ڈالنا بنظر خریداری جو ایک نیا رواج چلا
اسمیں نیل مرام اور عروج نام کے اوپر منت ماننا یا سحر سفلی و علوی کی تاثیر یا
نجوم و رمل و جفر کی تقریر کی سرسبزی پر نذر کرنا یا شعبدہ اور طلسم میں ور رہنا
یا جھوٹے مقدمات پر فتحیابی یا ناجائز روزگار یا عبث حرام و مکروہ شکار پر کامیابی
اسیطرح ہر امر حرام اور مکروہ بلکہ مباح مرجوح کے حصول پر نذر منعقد نہوگی تمام تفصیل
ایسے چیزوں کی حق الیقین و رسالہ گناہ کبیرہ وغیرہ سے ملیگی کسیقدر کہری باتیں
ہم شماری کیگئی ہے اور صراط المستقیم میں بسط دیا گیا فی الجملہ مشرح لکھا ہے یہاں
فقط تنبیہ اور توضیح کی نظر سے اسقدر بھی طول دیا ہے ورنہ اسکا موقع پورا پورا نہ تھا لکھتا
شرط پنجم نذر و جزا یعنے جو منت مانتا ہے اور جو کام اپنے اوپر خدا کیلئے واجب
و لازم گردانتا ہے شرط ہے کہ طاعت و عبادت اور مقدور و ممکن بحسب عادت ہو التزام
فعل مسنون و مندوب ہو یا ترک مکروہ و مرجوح پس ارتکاب معصیت اور فعل حرام
اور التزام مکروہ اور ترک اولی کی نذر صحیح نہیں ہے بلکہ علی الاشہر مباح مطلق پر
نذر منعقد نہیں ہوتی کیونکہ اسمیں کچھ طاعت نہیں پائی جاتی اور قربت نہیں نکلتی
ہاں قسم التزام فعل واجب اور ترک حرام کی نذر میں اختلاف ہے نافذ ہونا بہت
صاف ہے تاکید و تہدید مقصود ہے اور اوصاف اور قیود میں رجحان
شرعی ہونا مختلف فیہ ہے احوط یہ ہے کہ بلا رجحان شرعی مقید نکرے اسمیں بدون
استحباب نقلی کوئی شرط اور قید نہ لگائے اور کر چکا ہو تو قید و شرط کی رعایت احوط ہے
بشرطیکہ تشریع نہو یعنی شرعاً اور حکماً شرط یا جزو اس فعل کا نجانے اور ثواب و لازم

سمجھکر منت نہ مانیں اور التزام امر مذکور معین ہو یا غیر معین وقت سے مقید ہو
یا مکان سے یا وقت و مکان دونو سے مقید ہو ہر طرح درست ہے پس نماز روزہ
حج و عمرہ زکوۃ و فطرہ و خمس جہاد امر بالمعروف نہی عن المنکر طواف اعتکاف۔
زیارت تلاوت سجدہ تسبیح غسل وضو اذان اقامت دعا درود اور مجاورت مساجد
و مشاہد و قیام اللیل یعنی شرعی رت جگا اور صیام الدھر یعنی سال بھر روزہ رکھنا
اور نکاح اور متعہ اور ہدی اور قربانی اور عقیقہ اور مسلمانی اور خدمت والدین و علما
و صلحا و مومنین خصوص حجاج و زوار و طلبہ دین کی خدمت اور فقرا و مساکین اور
معذور و مجبور ونکی اعانت اور پیاسے کو سیراب کرنا ننگے کا تن ڈھکنا بھوکے کا
پیٹ بھرنا اندھے کا ہاتھ پکڑنا بیمار ونکی تیمار داری مسافر ونکا استقبال و مشایعت
اور جنازہ کی تجہیز و تکفین اور ہدیہ میت خصوص ترویح روح پر فتوح ختم المرسلین
و ائمہ معصومین۱۴ اور اعمال خیر میں انکی نیابت بجالانا اور ہدیہ عطیہ اور صدقہ اور خیرات
و ابرا و اسقاط نکاح و اصلاح و وقف اور تحبیس سکنی عاریہ ادائے دیون مہریہ و غیر مہریہ و عتق
و اطلاق عبید و اسیر مساجد و مدارس و حسینہ کی تعمیر مقبرہ وقفیہ اور پل اور نہر اور
چاہ اور سرائے اور حمام وقفیہ سقایہ و سبیل یعنی پیاؤ بٹھلانا اور لنگر لگانا ولیمہ کا کھانا
بیاہ نکاح عقیقہ ختنہ ولادت عمارت اور غرس[1] میں کھلانا اور بسم اللہ کا ولیمہ بھی
ہوسکتا ہے مگر برس اور مہینوں کی قید بیجا ہے اصل اسکی شادی مکتب ہے اور
نذر مجلس عزای سید الشہدا اور محفل میلاد سید الانبیا بلکہ مجالس میلاد و وفات چہاردہ
معصومؑ اور وقف کتب دین اور نشر علوم اور غیر انکی ہر قسم کے طاعات و قربات
خیرات و مبرات زر و زیور نقد جنس لباس طعام کچا پکا جسکی اسم شماری کہری باتین
کی ہے سب کی نذر ہوسکتی ہے بشرطیکہ جملہ عبادات توقیفی بنہج شرعی واقع ہوں

[1] غرس باغ لگانا ۱۲

وضع اور قطع اور صورت اور کیفیت اور شرائط اور لوازم میں کچھ دخل و تصرف
اپنا اور ایجاد بندہ نہو کہ بدعت کی نذر باطل ہے اور امور اختیاریہ میں اختیار حاصل ہے
مگر تشریع سے بچنا وہاں بھی واجب و لازم ہے پس نماز جی رکعت اور جس وقت چاہے
نذر کرے اور روزہ جسقدر اور جس موسم میں چاہے نذر کرے متوالی یا متفرق
حتی صیام الدھر اگرچہ ثواب کم ہے سوائے صوم عیدین اور ایام تشریق کے
کہ وہ حرام ہیں اور حج کعبہ پیادہ خواہ سوارہ دونوں طرح نذر ہو سکتا ہے مگر
چار ہاتھ پاؤں سے چلنا نذر نکرے حتی کہ عورت بھی یہ منت نمانے کہ ہنود میں
مروج ہے اپنے تیرتوں میں وہ زمین ناپتے جایا کرتے ہیں۔ اسلام میں مشروع
نہیں ہوا اور جہاد کی منت فی زماننا غیر مقدور میں داخل ہے اور زکوۃ و خمس
کا مقدار سے کم دینا نذر بلا نذر بے سود و لاحاصل ہے اور اعتکاف تین دن سے
کم نہو گا اور اعتکاف لیلہ[1] عمر نے جہالت سے نذر کیا تھا حجت نہیں اور چلہ کشی
اور زیارت دور و نزدیک دونوں طریق شرعی ہیں اور غسل میں کچھ امتیاز نہیں
ارتماسی ہو یا ترتیبی اور اذان توقیفی کے سوا دوسرے مجاز نہیں ہے اور مجاورت
مساجد و مشاہد سے خدمت اور وہاں رہکر عبادت مراد ہے اور رات جگہ سے
عبادت خدا میں شب بیداری مراد ہے اور عقیقہ سے مراد ولیمہ اور قربانی ہے
اور ختنہ کرنے کا نام سلمانی ہے اور صدقات اور خیرات اور ہدیہ اموات اور
ترویح اور نیابت حضرات میں وزن اور جنس اور وضع اور مصرف وغیرہ میں
کیفیت منقول و معقول عادی و ارادی طبعی و حکمی کا مضایقہ نہیں مگر تشریعی
قیود باطل و مبطل نذر ہیں خواہ اپنے دل سے ایجاد کرے یا شرع ہنود و نصاریٰ
و یہود کے اتباع پر مری یا بدعات سنیہ اور اختراعات صوفیہ کی تقلید کرے یا احکام

---

[1] یعنی ایک رات کا اعتکاف ۱۲ منہ

نجوم و رمل و اقوال پنڈت و سیانے وغیرہ کی پابندی کرے آیا مریض و
مسافر کا صدقہ کو نٹہ لگوانا اور اُسکے بدنسے چھوانا بھی اتباع قول اہل تنجیم ہے
یا ادائے حکم دست بدست ہے کہ اُسکی طرف سے ہو جاوے اسمیں تامل ہے
ظاہراً بے اصل ہے اور امام ضامن کا روپیہ پیسہ صدقہ ہے تو دیکر چلے اور نذر
ہے تو ہو چکر رہے باندہ پر باندہنا بہر حال لاحاصل ہے پناہ خدا اور امام ثامن
ضامن کی ضمانت روپیہ میں نہیں لگی بلکہ روپیہ کا منہہ سے کہیگا کسی کے منہ آ
پڑیگا تو سبب بلیات ہوگا اُدہر ڈاٹ چلے گی اُدھر ستر بلا ٹلے گی اور نذر نماز معکوس
وصوم عیدین ہر جگہ اور صوم ایام تشریق منی میں اور نذر اعتکاف و صوم و صلوٰۃ
وغیرہ عبادات مشروط بالطہارت کے ایام حیض و نفاس میں اور صوم صمت
یعنی چپ کا روزہ اور صوم وصال یعنی طے کا روزہ شرع اسلام میں منسوخ ہو گیا
ہے قَالَ رَسُوْلُ اللّٰہِ علیہ لَا وِصَالَ فِیْ صِیَامٍ شیخ فرماتے ہیں لا یصوم
یومین متوالیین من غیر افطار و قد یستحب للعبد ان لا یدع السحور اور شکلکشا کا روزہ ہو اپر دن
چڑہے تک اور ہندوانہ برت اُپاس اور رات جگا جاہلانہ کہ گانے بجانے اور گلگلہ
پکانے میں رات بسر کرتے ہیں اور صبح کو بچہ کو سبز جوڑا پہنا کر مسجد میں لیجاتے ہیں
سب باطل اور لغو ہیں بلکہ ثواب کے عوض عقاب کے مستحق ہونگے اور علی ہذا
نذر ذبح انسان اور قتل نفس زکیہ یگانہ بیگانہ کے حرام و فاسد ہے اور ذبح
اسمعیل پر قیاس باطل ہے اول تو وہ امتحان مخصوص بذات خلیل تھا دوم ایسا
وہ شرع نہیں کہ عبد اللہ کا ذبح عند اللہ حلال و ثواب ہووے فخر ہے اَنَا ابْنُ الذَّبِیْحَیْنِ

۱؎ یہ لقب امام علی رضا علیہ السلام کا عوام شیعہ میں مشہور ہے وجہ اسکی ابھی تک کچھ معلوم
نہیں ہوئی ۲؎ کہا رسول خدا نے نہیں ملانا ہے روزہ میں ۳؎ نہ روزہ رکھے شخص
پے در پے بدون افطار کے حالانکہ سنت ہے بندہ کو کہ ترک نکرے کہانا سحر کا

رسول اللہ پر ختم ہے مگر استبصار میں روایت ہے کہ اگر کوئی ذبح فرزند کی خانہ کعبہ میں نذر کرے تو اسکو مستحب ہے کہ ایک فربہ مینڈھا ذبح کرے اور اسکا گوشت مساکین پر تصدق کرے وفیہ ما فیہ غیر امر مستحب ہے لاباس بہ ولی اس رسم سے احتراز چاہیے اور شرب مسکرات اور اعانت منہیات اور ترک فرائض شرعی یا دیگر طاعات وعبادات چہ واجب چہ سنت کی ترک کی منت کرنا بلکہ بلا رجحان شرعی کسی مباح کے ترک کی منت ماننا جیسے ترک حیوانات اور ترک زینت اور ترک لذات کو نذر کرنا اور تجرد اور تفرد اور رہبانیت وسیاحت یعنی خانہ بدوشی آزادی سیاحی گوشہ گزینی تکیہ نشینی بلا نکاح رہنا جو امر شرع اسلام میں منسوخ ہوگئے ہیں اون کی نذر بھی باطل ہے[1] سئل ابی جعفر عن صوم عاشورا فقال صوم متروک بنزول شہر رمضان والمتروک بدعۃ اور طلاق اور لعان ظہار و ایلا کی نذر بھی باطل و فاسد ہے اور ڈھول تاشہ مرفہ نوبت نقارہ مسجد و تعزیہ خانہ یا مزار صوفیہ کیلیے منت کرنا اور چڑھانا گو کسی غرض سے ہو حتی کہ اعلام سحر ماہ رمضان کو یا اعلان مجلس وغیرہ و سلخ کو ہو نوشہ یا نقارہ چڑھانا اور نذر کرنا یہ سب بدعت ہیں ان کاموں کی نذر کرنی بھی معصیت ہے جب شرع نے اذان کی جگہ گھنٹہ اور ناقوس کو پسند نہیں کیا تو یہ کیونکر صحیح ہو سکتے ہیں اور زیارت نعل قبور ائمہ المعروف نجف و کاظمین و درگاہ و کربلا و ضریح و تعزیہ کی منت خالی محبت سے نہیں جانے کے لیے اور اون کے دیکھنے سے کوئی غرض شرعی قایم کرنا چاہیے جو طاعت خدا ٹھہرے اور[2] غلاف کعبہ کو نذر کرنا اور پوشش قبور ائمہ کی منت

---

[1] کسی نے امام محمد باقر سے پوچھا روزے عاشورہ کو حضرت نے فرمایا مکروہ ہے جو رمضان کے نزول سے فرض ہونے متروک ہوگیا اور جو متروک ہوگیا اسکا کرنا بدعت ہے [2] مسلہ غلاف کعبہ کو خرچنا اور ہدیہ و تحفہ بنا جواز خالی وقت سے نہیں ہے

ماننا بھی محل تردد و تامل ہے اور دیگر قبور پر غلاف چڑہانا تو صریح لاطائل ہے اور معلوم
قبر و نیز پنکہا چڑہانیسے کیا حاصل ہے اور حرم کے پردہ اور مساجد کے پردہ کی نذر کرنا
صحیح ہے اور اسیطرح کعبہ اور مساجد اور مشاہد کو خوشبو کرنا اور قبور و نیز آئمہ و علماء و
صلحا کے یا علم و دُلدُل و ضریح و منبر پر بنظر خوشبو پہول چڑہانا ہو سکتا ہے مگر قبور مسلمین
پر تردد ہے اظہر عدم جواز ہے اسیطرح روشنی میں کلام ہے اور سوائے خوشبو
و عطریات کے اور کچھ نقد و جنس چڑہانا خلاف طریقہ احتیاط ہے بوئے شرک
آتی ہے چڑہاوہ ہنود سے ماخوذ ہے گو مصارف کا قصد بھی ہو انسب یہ ہے
کہ مومنین حاضرین کو کہلاویں یا تقسیم کر دیں یا خدام و زوار کو دیں یا مصالح
و مصارف کی نظر سے متولی و ناظر کے حوالہ کرے بہرحال خود قبر و نیز رکھنا یا نقل
قبر پر لاحاصل ہے علی ہذا اشیائے دیگر پر اور ضریح و علم اور شدے اور نشان کا
چڑہانا اور اونکے سامان کا نذر کرنا شعائر اونکا بڑہانا ہے کیا مضائقہ ہے علی ہذا
تابوت اور دلدل و پیک بنانے کی منت اسی نظر سے روا ہے شیرینی اور
مرثیہ خوانی کا ساتھ ساتھ ہونا لوازمات سے نہیں ہوں تو برا بھی نہیں اگر
تشریع سے بچے اور ممنوعات شرعیہ سے مرتکب نہوں اور قصد قربت خدا ہو
یعنی اوسکی خوشنودی کی نظر سے کرے اور چڑہانیکے حقیقی معنے مراد نہوں
تعزیہ خانہ میں دینا یا وقف کرنا یا مجلس میں پہونچانا مراد ہو اور سجدہ الا تقبیل
اور سلام اور مس کرکے آنکہوں سے لگانا وغیرہ تعظیم و تکریم نا مشروع و زائد
نہ بجا لائے۔ اور زیارت کے معنے دیکہنے کے ہیں اُسکو دیکھے اور محزون و غمگین
ہو علم و شدے رسول اللہ کا کرتہ و جبہ اور آئمہ کا عمامہ اور ٹیکا نہیں ہے کہ اون کا
دیکہنا اور مس کرنا اور چہونا عبادت ہو حالانکہ اون کا عبادت ہونا بھی مشکل ہے
پس امام باڑہ یا قبروں کے سلام کو جانا یا قدم رسول اللہ کی زیارت کو جانا

پانچہ شریف یا جبہ شریف کی خواہ جاکر دیکھیں یا سلام کریں یا آنکھوں پر رکھیں یا ہاتھ
کو لگائیں بوسہ دیں یا کچھ نکریں قطع نظر اصلی وغیر اصلی ہونیکے اعتقادی بات
ہے امر شرعی معلوم نہیں ہوتا اور نہ ظاہرا کچھ طاعت وعبادت نکلتی ہے
کہ منت منعقد ہو اور حضرت صادق علیہ السلام کے ہاتھ میں عصائے سوال کو
دیکھکر ابو حنیفہ کا چومنے کو جھکنا بے شک صحیح روایت ہے مگر حنفیوں کے لئے
حجت ہے علیٰ ہذا مسجد کا سلام خصوصاً چالیس مسجد کے سلام کی منت ماننا خالی
ہاتھ اٹھوائے یا سلام بھی کہے تشریع ہے بلکہ سلام کو ہاتھ اٹھانا زمین بوس
اور سجدہ تعظیم کا اختصار شاہجہانی ہے اور اسیوجہ سے اسکی صحت میں وقت
سلام علیک بھی وقت ہے اور مسجد کو سجدہ کرنا اور سلام کرنا مشروع نہیں ہوا
اگر مسجد کی زیارت کو نذر کریں تو اسکے یہ معنے ہیں کہ دو رکعت سنت تحیۃ مسجد
کی پڑھیں خالی دیکھنے سے کیا نتیجہ ہے اگرچہ خالی جانا بھی عبادت ہے لیکن
چالیس کے عدد پر کوئی سند نقلی عقلی ابھی تک نہیں نکلی چالیس صباح اول فتح الباب
کرنا تو مروی ہے لَعَلَّ اللّٰہَ یُحْدِثُ بَعْدَ ذٰلِكَ اَمْرًا[1] اور بالوں سے
بہارنا مسجد اور عزاخانہ کا یہ بھی تشریع ہے جاروب کشی کی نذر البتہ ہو سکتی ہے
اور مہندی کو سامان بکا ہے مگر ترک اوس کا اولیٰ ہے اول تو شادی قاسم
میں کلام دوسرے سفر کا تنا مہندی چوڑی وہاں کجا اور گشت دیکر لیجانا ایک
جگہہ سے دوسری جگہہ پر شعایر ابکا کو جو طریق اہل ایمان ہے اسکی حقیقت اشاعت
اور اعلان ہے مگر نوبت نقارہ اور جلوس محض شان ہے اور شبیہہ نکالنا
تشبیہہ ہنود ہے ہند میں رام لیلا ہوتا ہے پھر امام لیلا بیجا ہے دانا وفہمیدہ
امام باڑہ کے لفظ سے حسینیہ اور عزاخانہ کو بہتر جانتے ہیں مگر لال باڑہ کی مناسبت

---

[1] شاید اللہ ظاہر کرے بعد اسکے کوئی بات منہ

سے بچاتے ہیں چہ جائیکہ مردوں کو زینب و شمر و حسین بنانا اور اُسکے ساتھ
غنا وغیرہ منہیات کا عمل میں لانا کیونکر پسند کرینگے اور ماتم اور سینہ زنی بقصد
سامان رقت و بکا اور طرز ابکا اگر منظور ہو تو محتمل صحت ہے نہ بقصد اصل ماتم
و یا نقل ماتم کہ اُسکو علما منع کرتے ہیں اگرچہ بحکم کل الجزع والفزع والبکاء
مکروہ الا الجزع والبکاء علی الحسین بداہتہ نظر میں محتمل صحت ہے مگر اور بھی ممانعت
کی علت ہے اور سبیل نذر حسین میں نیابت یا ترویح کا قصد کیجے علیٰ ہذا نذر
و نیاز و کونڈے و صحنک و حاضری و دودھ گھڑیں وغیرہ جو مروج ہیں سب میں
قصد ہدیہ میت اور ترویح یا نیابت لازم ہے اور بقصد ہدیہ و تحفہ وہی نذر
و چڑھاوا ہے اسوقت اور اسجگہ یہ قصد بے محل ہے اور اہتمام زاید طہارت
و علت میں ٹھیک ہے لیکن منجر بوسواس و افراط بھی نہو پس کونڈے میں
کورا برتن ہونا یا مخصوص اسی کام کا ہونا اور اچھوتا سمجھکر الگ اٹھا رکھنا
ضرورت نہیں ہے گھر کی تغاری برتن بھی کافی ہیں اور پیمانہ کی نظر سے
رکھہ چھوڑنا بھی ضرورت نہیں ہے عطیہ معصوم کا باعث برکت و تبرک ہونا
تو مروی ہے مگر یہہ سمجھہ میں نہیں آتا کہ تبرک اور چھوتا سمجھنا نذر و نیاز و حاضری کا
کیا معنے رکھتا ہے شاید کہ پیر کی نیاز اور دیبی کی بھینٹ سے لیا ہے ورنہ شرع
کی رو سے تو نذر و نیاز صدقہ و خیرات ہیں رہا بنی ہاشم کا اسوجہ سے احتراز کرنا
کوئی بات نہیں ہے زکوۃ و فطرہ کی انپر حرمت ثابت ہے نہ صرف خیرات کی بلکہ
وہ صدقہ یعنی زکوۃ و فطرہ بھی بعد تملک اپنے مہمان اور عیال اور عزیز و آشنا
کو جو سید ہوں فقیر امتی کھلا سکتا ہے بلکہ اسپر نیاز و فاتحہ بھی آسکتا ہے اور
یہ عقیدہ عوام کا کہ دوبارہ فاتحہ نہیں آتا بے اصل بات ہے اور عموم نیاز امام کا

لہ ہر چیخنا اور چلانا اور رونا اور چینکنا مکروہ ہے الا جزع و بکا غم حسین میں ۱۲

اور خصوص حاضری علمدار کا اور تخصیص نیاز جناب سیدہ کی عورات سے اور
سرپوش کرکے فاتحہ دلانا صحنک کونڈے پر کہ مرد کا سایہ نہ پڑے محض تشریع ہے
اور افراط و تفریط ہے ہر اطعام کے مستحق خاص مومن ہیں اور مومنین میں تخصیص
نہیں مرد ہوں یا عورت یکساں بات ہے اور جلال علمدار اور عفت سیدہ اور
مظلومیت سید الشہدا قابل حجت و سند نہیں بلکہ غلو ہے اور بے مرتکب کبائر کو
خصوصاً مخالف مذہب کا نہ دینا احوط ہے الا بضرورت دے سکتے ہیں [له] الضرورات

تنبیہ الحذاق فی براتِ اور اسمیں بھی شک نہیں کہ ہوتوں سے
ہو کے افضل ہیں اور دینا اور برادری اور دوستی کی راہ سے کھلاؤ گے تو صدقہ
و نیاز نہ ہوگا ہدیہ و تحفہ ہو جاویگا منت سر سے نہ اوترے گی آرسی ملے چلے امیر
غریب ہوں اور مومن سمجھکر بلائے جاویں تو کچھ حرج نہیں ہے یا اپنے عزیز و
اقربا کو غریب نادار سمجھکر کھلا دے تو اولیٰ ہے باقی ساتھ سہاگن یا بیوہ یا
کنواری کی خصوصیت بلاشک تشریع اور بدعت ہے علیٰ ہذا التزام جنس خاص مثل
ملیدہ و چوری و گلگلہ و رحم و شیرمال و روغنی روٹی و حلوہ روٹی و کباب و حلیم و کھچڑ
و آرد برنج و دلیہ وغیرہ کہ جو مقرر کر رکھا ہے کہ فلاں نیاز میں فلاں چیز ہے ہو
اڑھائی دھڑی اور سوا سیر اور سوا من اور پانچ سیر وغیرہ وزن میں ہو اور اسی
روز ہو جو اسکا معین کر رکھا ہے بلکہ اسی وقت پر جو بڑوں سے چلا آتا ہے اور
اسی وجہ سے حاضری و رحم و صحنک و کونڈہ و دودھ گھڑ وغیرہ نام اون کے
مشہور رکھے ہیں یہ التزام نذر و نیاز و فاتحہ میں بے اصل و بیجا ہے سوائے تشریع
اور ایجاد کی شرعی عقلی طبعی عادی ارادی کوئی وجہ نہیں معلوم ہوتی بڑی
دیگ شیر برنج کی پکانا اور نبی کریم کا ہنڈ کہنا عجب نام ہے اور لی ہوڑا اور

[له] گر ضرورت بود روا باشد ۱۲ منہ

بی ٹھنڈک اور بالی بی بی تاپید بی بی وغیرہ ناموں سے نیاز کرنا بفرض محال اگر
جناب سیدہ و سکینہ و شہربانو مراد ہوں تاہم قبیح رسم ہے اول ان ناموں سے
پکارنا دوم تخصیص وضع اور قطع نذر کے اور اگر قصد قربت ہو تو اور بھی گیا
گذرا اور استعانت میں خرابی ہووے تو جڑ ہی بگڑ گئی دو گھڑ بھرنا اور ست
مردوں کی ہدیہ میت ہے نہ کچھ اور پھر اسکی نذر و منت کرنا اور اونسے استعانت
واستمداد چہ معنی ہاں یہ ہو سکتا ہے کہ بے وارثوں کے واسطے اس نظر سے
کچھ خیرات کرو کہ خدا ہم کو بے وارث نہ رکھے رحم کرے پس ہر کام و ہر حال
میں خدا کے مطیع رہو بس اوسی سے مطلب رکھو اور مطلب مانگو اور اوسی کی
خوشی کو فاتحہ دلاؤ اور چونکہا چراغ سیدہ کا گھی یا تیل کا ظاہرا ایجاد ہنود سے
آرے بدون تشریع مضایقہ نہیں خصوص وقت ضرورت یا اس نظر سے
کہ کبھی کام لگے مگر تم اس نظر سے نہیں کرتے یہ میں کہے دیتا ہوں ورنہ التزام
نہ باقی رہتا اور مسجد میں چراغاں کرنا درست ہے گو بکثرت ہو مگر امام باڑہ
کی روشنی میں کلام ہے منت بلا منت ضرورت سے زائد روشنی کرنا اور
آرایش دینا مصیبت کے مکان کو صاحب معراج السعادۃ نے اسراف اور
تشبہ بقوم یزید لکھا ہے مگر آلات روشنی اور فرش وغیرہ مسجد و امام باڑہ کے
لئے چڑہانا یعنی وقف کرنا درست ہے کہ وقتاً فوقتاً کام آویں باقی شب برات کو
سنت کی مہندی یعنی چراغدان اپنے گھر میں روشن کرنا محض لغو ہے اور دو
بتیاں سبز و سرخ حسینؑ و حسنؑ کے نام کی ہاتھ میں لیکر شب بھر ضریح کے سامنے ایک
ٹانگ سے بال کہولے کھڑے رہنا صریح تشریع ہے بلکہ اصل ضریح پر یہ کام نہیں
ہوتے چہ جائے نقل اور ضریح و مسجد و ممبر کے ستون و کنگرو پر سرخ نالا ڈوری
باندہنا جسکو بعض چلہ اور بعض پورنا کہتے ہیں پوری بیوقوفی ہے اور یادداشت کے

گہرہ کا قصد ہو تو بھی لغو ہے اور مسجد میں پیالہ ادا کرنا ور نصیب سید سے
ہونے پر اُسکو دودہ چانول سے مثلاً بھرنا عجب ادندھی رسم ہے علیٰ ہذا گنج کے
دس بارہ ”پیالہ ہر ایک امام کے نام کے جدا جدا اور اُسکے شرائط اور لوازم
سب بے اصل ہیں ایک جگہ جسطرح پکا ہے اوسیطرح ایک ظرف میں رکھکر کہلا سکتے
ہیں اور جسقدر آدمیوں کو چاہیں کہلا دیں کچھ خصوصیت دس بارہ کی نہیں ہے ا
اسیطرح دسترخوان جناب امیر کی کیفیت ہے کہ خالی تشریعات چند در چند اور
بدعات متنوعہ سے نہیں اول تعدد انواع طعام کا التزام دوم تخصیص اجناس
طعام سوم حبس طعام شب بھر کو بغرض نشانِ دست مشکلکشا ہو بلکہ خود
اس غرض کی آرزو اور اس کی صحت کا اعتقاد مشکل ہے چہارم قربت غیر خدا
کرنا اور اُسکو عبادت وکار ثواب سمجھنا سب سے بڑھگیا اسمیں تاویل کی گنجائش
بھی نہ ہے صریح جناب امیر کے سامنے پیش کرنا ظاہر ہے جائے چون و چرا
نہیں یہ دسترخوان اہل ایران کا اختراع ہے حدیث میں نہیں لکھا ہے علیٰ ہذا
نوروز کے دن رنگین شیرینی کا رواج جو لکھنؤ میں دیکھا گیا مجوس سے لیا ہے
اور نوروز کو آبکے عوض رنگ پاشی گلابی تو عین ہولی ہے اور کلہ کے نام سے ہر ہفتہ یا
ہر ماہ میں کسی کلہیا وغیرہ میں جو بقاعدہ خاص مقرر کیجاتی ہے روپیہ پیسہ ڈالنا
اور باوجود مقدرت پیسہ پیسہ کرکے جمع کرنا اور ہوتے سراتے مستحق سے روکے
حبس کرنا اور روکنا یہ بھی عقل ونقل کے خلاف ہے آہے کوئی مسکین بے مایہ
کسی بڑے امر عظیم مثل زیارت وحج وعمارت مسجد وغیرہ کی نیت سے مثلاً روپیہ جمع کرے
تو کیا مضائقہ ہے عجب نہیں کہ اُسکی نذر بھی صحیح ہوے اور اسی قسم سے امام کا بچہ
فقیر بنانا سبز الفی گلے میں ڈال کر ڈوری پہنا کر جھولی لیکر باوجود مقدرت ما
مانگ کر لباس پہنانا کہ جیتا رہے یہ دونوں بھی کچھ عبادت وطاعت نہیں

بلکہ سوال کی شرع میں مذمت ہے اور چندہ میں بھی یہ داخل نہیں ہے اور رجب وغیرہ کی نوچندی کے میلہ میں جانا یہ بھی عبادت نہیں البتہ نوچندی جمعرات کو روزہ رکھنا سنت ہے مجلس کرے تصدق دے ہو سکتا ہے خصوصاً اول ماہ رجب میں کہ فضیلت اوسکی زیادہ ہے اور نقل ضریح سے پہل اٹھا کر اور پہل پاکر سونے چاندی کا پہل چڑہانا یا کاغذ کا پتلا اٹھا کر اولاد ہونے پر سونیکا پتلا چڑہانا یا آنکھ ناک کان زبان قبر و نیز یا ضریح پر چڑہانا کہ یہ اعضا سلامت رہیں اور ضریح پر عرضی لکھکر دینا اور پھر چاندی کی عرضی یا نیاز جو مانے وہ چڑہانا یہ بھی طریق منقول کے خلاف ہے عریضہ کا طور طریقہ دوسرا ہے باقی کربلا میں روضہ مبارک پر عرضی بھیجنا بعض حکایات میں سنا ہے آرے مسجد و امام باڑہ محل عبادت وطاعت ہیں مقامات متبرک ہیں محل اجابت دعا ہیں علی ہذا علم و تعزیہ و علمونپر بچوں کو چڑہانا یا گرد پھرانا پھر کچھ دیکر چھوڑانا یا جھاج میں رکھکر چھاج گھسیٹا کو گھسیٹنا اور مسجد میں لٹا کر مسیتا مسیتی کو اٹھانا اور کوڑی پر ڈالکر کوڑا کوڑی کہلانا اور بلاق پہنا کر بلاقی نام رکھنا اور ناک پہوڑ کر نتھنی پہنا کر نتہو کی زندگی سمجھنا اور بینڈہو کے کان کی بینڈہ چھید کر یا کوے کی بینڈہ پر چڑہا کر یا مینڈہیاں گوندہ کر اور اپنے بندو کی پاٹڑی بندہ کر بندا پہنا کر صحت کی تدبیر لگانا عجب مسلمانی ہے اور نبی بخش و امام بخش و رسول بخش و علی بخش نام اصل میں پیر بخش و قلندر بخش و مدار بخش کی تقلید ہے بلکہ ان سے بڑھکر انہیں وسیلہ اور تصدق کی تاویل کیجا سکتی ہے شرک سے بچاؤ کو گویا کا لفظ مقدر کر سکتے ہیں بلکہ ظاہر حقیقۃ جان بخشنا یا گناہ بخشنا مراد نہیں ہوتا گو ہم ان نامونکو بھی اللہ دیا اور خدا بخش کی برابر نہیں جانتے خلاف احتیاط سمجھتے ہیں اور جھبوندی کے جھبوند کی منت عجب مجموعہ بدعات ہے شرعاً مستحب ہے کہ عقیقہ میں تعجیل ہو

مہر تماشی بھی اوسی کے ساتھ ساتویں دن کرو تو افضل ہے یہ اُسکے برخلاف
تاخیر کی منت کرتے ہیں اور اُسکو فعل قربت اور ذریعہ صحت و سلامتی طفل مانتے
ہیں بلکہ بعض کسی خاص جگہ اور خاص مکان پر بلا خصوصیت خاصہ شرعی کے
جاکر بال اُترواتے ہیں اور طرہ اوپر یہ ہے کہ لڑکوں کو لڑکیوں کی شکل
بنانا چوٹی مینڈھی گوندھنا کہ نظر نہ لگے مٹی ہو کر جیئے مرت بیاہی کیا ہولی ایک
بلا ٹھہری اسکی بدولت کیا کیا بکھیڑے کیئے جاتے ہیں کہیں بھوت کی پریت
کی منت خوشامد کرنی پڑتی ہے کہیں سیتلا کے گدھے چرائے جاتے ہیں
کہیں سالگرہ مانی جاتی ہے حالانکہ سالگرہ ایک رسم امیرانہ بغرض اظہار
خوشی وخرمی ہے اب اوسکی منت ہونے لگی خیر با ایں معنے کہ سال نو لگنے
پر نیاز کرینگے یعنی فی سبیل اللہ یا ترویح معصومین کی نظر سے مومنین کو
کھلاوینگے مضایقہ نہیں ہے اور گرہ لگانا یادداشت کو ہے یہ عقدہ بھی حل
کھل گیا وہابیہ کا اعتراض بیجا ہے کو بدعت ہے مگر نعم البدعت ہے اور بدعت
حسنہ کو اہل سنت سنت جانتے ہیں البتہ شیعہ کو لازم ہے کہ کسی امر مین التزام
کو حکمی و شرعی نہ سمجھے ثواب مشروط نجانے تاوقتیکہ شرع سے ثبوت نہ پہنچے
ورنہ من سن سنتہ سے خارج ہو جاویگا صدقہ و خیرات ہر صورت سے جائز
ہے مگر یہ شرط بھی لازم ہے کہ بدعت و تشریع نہوے اسیوجہ سے طوق و
زنجیر و بیڑی تسمہ و کلاوہ و ناڑہ ڈوری اور سپر شمشیر میں بحث ہے منت بلا
منت انکا پہنانا پہنانا اور اوسکی منت ثواب جانکر کرنا اور ذریعہ حفظ و بقا سمجھنا
کوئی امر شرعی اور طاعت نہیں ہیں اور تاثیر امام بیمار غدر لنگ اور تاویل
علیل ہے اور شمشیر و سپر میں تو یہ وجہ بھی نہیں نکلتی بھلا اتفاق امر اختیاری میں
ہوتی ہے یا مجبوری و ناچاری میں اور بمقتضائے محبت سے آپکو شکل محبوب میں

بنانا اگر مد نظر ہے تو سیم وزر اور کلاوہ چہ معنی دارد آہن ورسن ہوا اور بزرگ خود
ہہنیں نہ کہ صغیر پر اجرا کریں اور کبیر مطلق العنان رہیں اور پھر اسمیں خوبصورتی
اور کاریگری سے کیا علاقہ ہے اور ضریح پر رکھکر پہننا نیسے کیا مفاد ہے اور بارہ
سال کی تخصیص پر کیا سند ہے اسکے سوا اور وجہ نہیں کچھ ہو سکتی کہ مسلمان کا
اثر سیانے لوگ اور منع اس سن تک بتاتے ہیں سنتے آتے ہیں بھلا زینت طفل
میں کون عبادت نکلے گی اور بڑے جسم پر نذر کرنا کون قاعدہ ہے اور جمع کرنا
مقدار نیاز کا جو وجہ بیان ہوتی ہے وہ بھی محض بے سر و پا ہے حالانکہ تاویل ہے
اور سامان بکا بھی اس وضع اور کیفیت پر متصور نہیں اور نہ مقصود ہوتا ہے
اور تحریر اولاد کی نذر کرنا یعنی اولاد کا چڑھا دینا کہ وہیں خدمت کیا کریگا ہمارے
شرع میں منسوخ ہے کعبہ پر ہو یا مسجد امام باڑہ پر یا مشاہد مشرفہ یا مقابر و مزار پر
مگر تحریر و تحبیس کنیز و غلام و حیوانات و انعام کے صحیح ہے اگر وہاں کچھ خدمت
ہو تو کریں ورنہ فروخت ہو کر کسی اور مصرف میں آویں لیکن انکے نام پر چھوڑ دینا
ناجائز اور رسم ہنود ہے منیٰ و کعبے کے سوا ہدی روا نہیں اور ہدی بھی آخر ذبح و
نحر ہوتی ہے گو تقسیم لازم ہو گو دام مطلق العنان نہیں رہتی اور صدقہ مراد ہو تو
بھی بیقاعدہ ہے صدقہ میں ایجاب و قبول و قبض شرط کیا ہے حتی نثار عرس میں جو
فقرا و مساکین موجود پر ہوتا ہے اجازت کی بحث ہوتی ہے نہ کہ یہ صورت کہ کسی
کسی مومن کو دیں چار چوڑ ہو نکال دینا بے سود ہے و اگر تحریم و اطلاق اپنی ملک سے
مراد ہے تو بھی تشریع سے خالی نہیں اضاعت اموال ہے اور امام زین العابدین کی
ہرن رہا کرانے پر قیاس نہیں ہو سکتا وہ دوسری بات ہے اور بقصد بجار ہونے کے
بیل کا چھوڑنا مقصود ہے نہ کہ گائے بچھیا کا علاوہ ازاں آیا یہ قصد بوجہ نفع خلائق
قربات سے ہے یا نہیں محل تردد ہے بوجہ ضرر زراعت مردم و تشبیہ قوم ہنود

یہ رسم بے بہبود ہے پس ندی اور تالاب اور چوراہے اور درختوں پر مرغا بکرا نقد و جنس کچھ
چھوڑنا صدقہ ہو یا نذر بیکار اور پر خطر ہے رہا یہ امر کہ اس قسم کے جانور چرند پرند صدقہ چلیہ
نذر کو آیا تحریر و اطلاق کے قصد کا فرد مسلم جو چھوڑ آتے ہیں اونکی طرف سے کوئی لیجاوے
شیر کہا وے یا کتا اگر مسلم کے ہاتھ آجاویں اور مالک کی رضامندی معلوم ہے تو انکی
حلت میں کیا حکم ہے ظاہر یہ ہے کہ مسلمانوں کو حلال کرکے کہا لینا حلال ہے علی ہذا
ہر قسم کے صدقہ چلیہ کا حکم ہے طعام ہو یا نقد و جنس ہو کہ لباس لیکن تجسس کی
نظر سے جو چھوڑتے ہیں مثل بیمار کے آیا بشرط تسلط وہ بھی حلال ہے یا نہیں اسمیں
اشکال ہے اور سوے ہدی یعنی جانور قربانیکے اور چیز نقد و جنس حیوان و انسان کے
ہدی کرنا یعنے کعبہ پر چڑہانا یا نذر کرنا مختلف فیہ ہے پس مشاہد و مساجد و مقابر پر
بدرجہ اولی جانیے کلام ہے مگر یہ کہ مصالح مقصود ہوں یا مومن و مجاورین زوار
و مصلے پر صدقہ یا ہدیہ کا قصد کرے تو مضائقہ نہیں اور سیتلا براہمی کے استہان
پر کچھ چڑہانا اور پیر دستگیر کی گیارہویں یہ تو صریح شرک و بدعت ہے گو نذر بھی
نکرے اور اونکو برا بھی سمجھے اور پیر دستگیر کی گیارہویں اور شیخ صدو کی کڑہائی
اور میراں کا بکرا اور سرور سلطان کا روٹ اور سید سالار کی بیڑی ظاہر دیوان اور
گوگے پیر کی چھڑیاں اور بنکہاندار کے نیلے سوت کی بیڑی کسی کا گنڈا اور جوٹا علی بخش
کا سور شاہ دولہ کے چوہے یزید پلید کا گھڑا شاہ نور کا ناچ مجرا ملکہ تاپا حمزہ کا پھلی
کسی کی مہندی کسی کا بینڈہا کسیکا مرغا مرغی قبر پرستی اور شیطان پرستی ہے بلکہ صوفیوں
مزار و پیر زیارت کو جانا یا قبر و پیر کچھ چڑہانا خلاف تشیع ہے اور دیو بہوت پریت پر اور پری
اور ناپید کی منت کھلی شیطان پرستی ہے اور اللہ میاں کی سلامتی کی نیاز اور خواجہ خضر
و الیاس کا فاتحہ مینڈہا بکرا دلیہ بیڑا اور امام مہدی علیہ السلام کی نیاز اور علی اصغر کا
فاتحہ یہ سب بے موقع کام ہیں اور تیرہ تیزی اور بارہ وفات سنیوں کا عقیدہ ہے شیعوں نے

کیا علاقہ ہے آرہے حضرت امیر حمزہ کا فاتحہ بدلیل حکم نوحہ اپنے مردوں سے پہلے
شب برات کو دلانا بے ماخذ نہیں گو اُنکی وفات اُسدن نہیں ہوئی آور نان و حلوہ
کی پابندی ہوتے کے طعام میں ولایتی رسم ہے توشہ اور جوڑیوں میں بھی اسی
نظر سے ہوتا ہے التزام تو اچھا نہیں خصوصیت بیجا ہے جو بن پڑے سو پکائے
مگر بدون تشریع مضایقہ بھی نہیں ہے اور اعمال شب قدر اور ترویح اموات
بروز شب برات عید میلاد کی منافی نہیں اس شب میں اموات کی رہائی ہونا
اور اُنکے لئے عمل خیر بجالانا دونو امر بے سند نہیں ہیں پس بعضے معاصرین تازہ
ولایت کی تعریض بیجا ہے آور نان حلوا کو حلوا مائدہ سے ماخوذ سمجھنا یہ بھی خطا ہے
البتہ عید سنویوں کے نکا ماخذ سلونو کا تہوار معلوم ہوتا ہے اُنکے یہاں ہر تہواروں کی
چیزیں معین ہیں اُسیکا اتباع مسلمانوں نے کیا ہے حلوا گوشت سویونکا تینوں
عیدوں میں التزام کرلیا آخیر اشتراک ہے تخصیص نہیں بدون التزام و خصوصیت
مباح کہیں تو کچھ حرج نہیں ہے آرہے چراغاں اور آتشبازی افراط ہے حالت سے زیادہ
صرف کرنا اسراف ہے وجہ اسکی معلوم نہیں ہوتی کہ کیوں رائج ہے شرعی تو
شرعی کوئی عرفی بھی نہیں کہہ سکتا اور عید میلاد امام کو سبب ٹھہرانا غلط بات ہے
سنیوں میں شیعوں سے زیادہ اور مقدم پایا جاتا ہے بمقابلہ دیوالی دسہرہ کے قایم
ہوئے ہوں تو عجب نہیں چنانچہ عورات فاتحہ شب برات کو میت مسالہ کے حق میں
مردوں میں داخل ہونیکا ذریعہ سمجھتی ہیں آور ماخذ اس عقیدہ کا قول ہنود ہے کہ
کاگا نوت یعنی کناگت کو وہ ایسا ہی سمجھتے ہیں یا کوئی سلطانی بات ہو کسی
جشن فتح کے ساتھ ہو ہند سے ایجاد ہو یا ایران و توران خواہ شام روم سے
غرض شرعی اور حکمی بات نہیں البتہ چراغان کے باب میں احتمال کر سکتے ہیں کہ شب قدر
کی راہ سے حسب عادت اپنے اہل سنت نے کسیقدر مساجد میں روشنی کی فقیہ

ٹھہر گئی ہے عوام نے مسلمانوں کی دیوالی سمجھ لی ہے یہ قاعدہ ہے عالم میں
کچھ کا کچھ ہو جاتا ہے چنانچہ مشک چھڑوانے امام باڑہ یا نقل مشاہد مشرفہ یعنی درگاہ
کربلا کے صحن میں دراصل چھڑکاؤ ہے اب جس قصد سے کرتے ہیں ایسا بہت لغو اور
صرف بیجا ہے اور اسراف ہے البتہ کسی مسجد امام باڑہ وغیرہ میں یا کسی مومن مسکین
کے مکان پر پانی بھروا دینا یا سبیل رکھنا پیاسے کو پلانا ہو سکتا ہے یا وقت ضرورت
آب پاشی کرائیں تو کیا مضائقہ ہے علیٰ ہذا القیاس لباس رنگین سیاہ سبز نیلا پیلا جو ہوتا
رائج ہے دراصل بقصد ماتم و ترک زینت ہے سو لباس سیاہ جہنم کا لباس اور
عباسیوں کا شعار ہے اور آبی و نیلا اور سبز جو اسکا ہم لہ ہے ماتم سے اسکو کیا علاقہ ہے
اسیوجہ سے بچوں کو دو عروس کو پہناتے ہیں اور زرنگاری اور لاجوردی ہونگیا وغیرہ
رنگین اور سبز اطلس کے پاجامے شلو کے ریشمین لچھا اور سرد فیتے جو بڑے شہروں میں
اور بعض قصبوں میں معمول اور مستعمل ہیں محض سنگار ہے امر شرعی نہیں ہے اور نہ ماتم
اسکو سروکار ہے ترک زینت بھی اسکو قرار دینا انصاف سے بعید ہے پھٹے
پرانے میلے کچیلے کپڑے ماتمی لباس ہیں یا بناؤ سنگار کرنا ترک زینت کے بجائے زینت
کرنا شعار دلبا و محبت کا دعویٰ اور یہ رنگیلا پن عجب محبت ہے اور محرم کی چاند رات
کو لباس بدلنا تعالٰی ہونا کنگھی چوٹی سر منڈانا کہ بعد عشرہ یا بعد سیوم یا چہلم تک
میسر نہو گا عجب پیش بندی ہے میاں جسمانیات میں چاند ہو گیا انہیں رہنا ہی گی
چال ہے اور شرع کی رو سے تو پاکیزہ رہنا اور جمعہ کو لباس بدلنا بھی روا ہے
اس تطویل سے معلوم ہوا کہ نذر و نیاز کا لفظ اپنے محل و موقع پر مستعمل نہیں اور
جو جو قیود و شرط لازم و ملزوم سمجھ رکھے ہیں افراط و تفریط سے خالی نہیں اور
قول و فعل عوام سے صاف تشریع ٹپکتی ہے اور رسوم جہالت اور اختراعات
صوفیہ و مذاہب حنفیہ و ہنود کی اکثر مناسبت کیجاتی ہے۔ تو ہے تصوف و شرک

جا بجا شرع سے چشم پوشی اور سہل انگاری کو کام فرمانا بیجا ہے دین کا معاملہ بہت نازک ہے
بندونسے تاویل توجیہ کر لی تو کیا ہوا خدا تو عالم الغیب ہے جسکی قربت و طاعت منظور ہے اُس
مالک کے حکم و شرع پر چلنا ضرور ہے جس نبی و امام کی ترویج و نیابت مطلوب ہے اُنکے قول
وفعل کی پیروی میں کیوں قصور کرتے ہو جملہ رسوم اہل ہند کو بوجہ اختلاف بلاد اور
اختراعات وزانہ منضبط کرنا طاقت بشری نہیں کچھ بطور نمونہ لکھا گیا پس لازم ہے کہ
کر بے سمجھے بوجھے کسی کے قول و فعل پر عمل نکریں اور کسی کی مراد برآتی دیکھکر اُس منت کی
صحت سمجھنا خلاف تدین ہے اول تو راوی غیر معتبر ہیں دوم یہ کہ عقیدہ رہبر اے
ملہ
کُلُّ حِزْبٍ بِمَا لَدَيْهِمْ فَرِحُونَ اور روایات ضعیف اور خواب دلیل
شرعی نہیں ہیں اور معجزات و واقعات کا مطلب سمجھنا مشکل ہے خدا کے قانون الٰہی
اور چہاردہ معصوم کے صاحب معجزات و کرامات ہونیں کلام نہیں مگر طریق میں بحث
ہے سخی کے دربار سے کوئی محروم نہیں پہرتا مگر خلاف قاعدہ مانگنے والا مور دعتاب
ہوجاتا ہے ع ناتم افزود آبرو یم کاست میں کیا مزا ہے وہ کام کرو کہ ہم خرما و ہم
ثواب ہو جو چیز بلا دقت طاعت و قربت و عبادت ہو اُس سے تجاوز نکریں جگھڑے
بکھیڑے میں نپڑیں بہت لوگونکی یہ عادت ہے کہ اپنے مطلب کیموافق لفظ لکھکے اہل علم سے
استفتا کرلیا یہ اچھا نہیں سوال کا جواب ملتا ہے پہر اسکا ہی مطلب سمجھنا شرط ہے آمد لوگ بات
اور مرجوحیت کو چھوڑ کر اباحت اور جواز کو پوچھنا اور یہ کہنا کہ صاحب ثواب نہیں تو عذاب
بھی تو نہیں مجبوری اور ناچاری کے کام میں تو مضائقہ نہیں عبادات اور طاعات میں
ایسا کرنا دینداری کے خلاف ہے سخن پروری اور رسوم پر اصرار اور اتباع سنت سے
دست برداری خلاف عقل ہے عمل قلیل سنت کے موافق بحکم حدیث اُس عمل کثیر سے جو بدعت ہو
کہیں بہتر ہے وَمَا عَلَيْنَا إِلَّا الْبَلَاغُ قدر نیولا دربیا ہے وہ جسکو خوف خدا نہیں اسکو کیا اثر

ملہ ہر گروہ اپنے مذہب پر خوش ہیں ۱۲

ہوتا ہے اور تو کس گنتی میں ہے رسول اللہ کی شان میں اِنَّمَا اَنْتَ مُنْذِرُ مَنْ یَّخْشٰہَا[1] آیا ہے
سچ ہے وَاللّٰہُ یَھْدِیْ مَنْ یَّشَاءُ اِلٰی صِرَاطٍ مُّسْتَقِیْمٍ[2] اور اسی کی توفیق سے سیدھی راہ چلنا پل صراط
کا رستہ ہے اسیوجہ سے کہیں الصراط دینی[3] حضرت نے فرمایا الحمد للہ کہ نذر کی شرطوں سے فراغ ملا اب
ادائے نذر کا بیان ہے پس جب شرائط خمسہ مکمل ہو کر نذر منعقد ہوگئی تو بعد حصول سبب
اور نیل مطلب بجسب اپنے قصد اور منت کے اسیوقت اور اسی مکان میں اُسی کیفیت سے جو نذر کر
بجالانا اسکا واجب ولازم ہے گو تفاوت ہو تو نہ اعادہ کرنا پڑیگا اور کبھی مخالفت سے کفارہ بھی لازم ہوجاتا
ہے جیسا کہ عمداً جان بوجھ کر مخالفت کرنیمیں کفارہ لازم ہے اور کفارہ نذر کا یمین قسم کا کفارہ ہے
اور وہ بردہ آزاد کرنا ہے یا دس بھوکوں کا پیٹ بھرنا یا دس ننگوں کا تن ڈھکنا اور نہ ہو سکے تو تین
روزے اور بقول دیگر کفارہ خلاف نذر مثل کفارہ ماہ رمضان ہے یعنی ساٹھ روزہ یا ساٹھ مصلے
کا یا ایک بردہ اور قول اول روزہ میں پہلا اور دو منتوں میں پہلا اور احوط بردہ ہے اور
لاچاری میں استغفار ہے اور آیا بعد مخالفت کے فقط کفارہ ہے یا نذر کو بھی بجالاوے مثلاً پندرہویں
رجب کا روزہ منت تھا اور نہ رکھا یا دو رکعت نماز روزانہ منت تھی ایکدن جان بوجھکر نہ پڑھے تو
فقط کفارہ دینا پڑیگا اور نمبر ساقط یا روزہ قضا بھی کرے اور نماز بدستور پڑھتا ہے حکم
یہ ہے کہ تعمیل نذر کی ضرورت نہیں فقط کفارہ کافی ہے علیٰ ہذا ہر نذر کا حال ہے جب نذر کو
اُسکے وقت پر نہ بجالاوے تو کفارہ لازم ہے اور قضا ساقط ہے اور جب نذر کے ادا کرنیکی قوت نہو
یا قدرت نہو تو فرض ساقط ہے اصل نذر عاجز ہو یا جزو سے یا شرط سے یا وصف سے
فَاتَّقُوا اللّٰہَ مَا اسْتَطَعْتُمْ[4] جو بن پڑے سو کافی ہے علیٰ ہذا جو مراد حاصل نہو یا وقت
پہلے حاصل ہوجاوے تب بھی ادائے منت کی حاجت نہیں اور جس شخص کی بابت سالگرہ ہو جب
مرجاوے تو منت کا بجالانا واجب سنت نہیں البتہ اگر اپنی زندگی تک نذر کی ہو تو ترک نکرے

---

[1] بس تو ڈرانیوالا اسکا ہے جو اس سے ڈرے [2] اور اللہ ہدایت کرتا ہے جسکو چاہے سیدھی راہ [3] پل صراط میرا دین ہے [4] تو ڈرو اللہ سے جسقدر تم سے بن پڑے ۱۲

اور جس صورت میں نذر مطلق ہو دن مقرر نکیا ہو تو تعجیل سنت ہے اور بقوے ادائے نذر
واجب فوری ہے پس جہانتک ممکن ہے تاخیر نکرے تو احوط ہے اور امر مستحب نذر کرنے سے اپنے خواص اور
احکام مخصوصہ سے خارج نہیں ہوتا فقط حکم بدل جاتا ہے سنت سے فرض ہوجاتا ہے پس عید کی
قربانی کے اگر منت مانے تو مالک کو اُسمیں سے کہانا بدستور سنت ہیگا یا نماز شب کے نذر کی
تو بلا ضرورت فقط الحمد سے اور نشستہ اور ایستادہ دونوں طرح بدستور اول ہو سکتی ہے
علی ہذا نافلہ مغرب بعد والی حمد و مغربیہ کی عشا کے بعد پڑھنی چاہیے اسیطرح اور احکام
میں اور جب نذر کیصورت معین نکرے تو حسب احکام شرعی بجالانا ضرور ہے پس نماز کی منت میں
اگر رکعت معین نہوں تو دو رکعت بیٹھکر یا کہڑے ہوکر بجالاوے بلکہ ایک ایستادہ بھی
کافی ہونا محتمل ہے اور زیادہ رکعتیں معین کی ہوں تو دو دو رکعت پر سلام دیکر بہرحال
صورت شرعی کے مطابق پڑہے اور جسوقت اور جسمکان اور جس مسجد میں نذر کی ہو
اُسکی پابندی لازم ہے اور جماعت کا قصد ہو تو فرادی نپڑہے فرادی اور مطلق کو جماعت
سے پڑہ سکتا ہے اور روزہ میں بھی وقت و مکان کی اور گنتی اور توالی اور تواتر کی رعایت ضرور
ہوگی اور اگر مطلق یا متفرق نذر کئے ہوں تو اختیار ہے برابر کیے یا متفرق اور حیض و نفاس و سفر
کا درمیان میں آجانا عذر شرعی ہے توالی میں فرق نہیں آتا اور اگر بفور حصول منت بجالانا
مقید کیا ہو چاہے سفر میں ہو یا گھر پر ہو تو سفر میں بھی رکھہ سکتا ہے اور اگر اتفاق سے
مراد ایسے دن حاصل ہو کہ اُسدن روزہ رکھنا منع ہو جیسے عید بقرعید تو احوط قضا ہے اور
عاشورہ کو نذر کا دن آپڑے تو پورا روزہ رکھہ سکتا ہے اور ماہ رمضانمیں نذر پوری ہو
تو وہی روزہ کافی ہے لیکن اگر روزہ کو بگاڑدیگا تو دوہرہ کفارہ دینا پڑیگا ایک نذر کا
ایک ماہ رمضان کا اور حج کی یا عمرہ و طواف کی منت ہو تو حسب قانون اسلام خانہ کعبہ کا
حج بجالاوے اور بیت المقدس کا جانا یا مشاہد مشرف کی زیارت کافی نہوگی اور اجمیر کے حج
کا کافی ہونا تو درکنار بدعت و حرام ہے اور پیادہ پا نذر ہو تو سوار حج کرنا کافی نہوگا الا ضرورت

ولاچاری میں صحیح ہے اور جہاز میں کھڑا رہنا چلنے کے بجائے واجب نہیں ہے البتہ مستحب ہے
اور بیت اللہ شریف کی زیارت کی منت ہو تو کعبہ کو جانا ہوگا اس خانہ خدا کی ہے تو صرف مسجد کی
زیارت کافی ہے اور حج کی منت کر کے مرجاوے تو اسکے مال سے مثل دین کے ادا ہوگا اور اگر
نذر کرے کہ خدا بیٹا دے تو میں اسکو لیکر حج یا زیارت کو جاؤنگا اور قبل ایفا نذر مرجاوے
تو اسکے بیٹے کو مال میت سے حج یا زیارات کو لیجاوینگے اور اسکے حصہ میں یہ روپیہ مجرا نہ پڑیگا
اور اعتکاف یعنے چلہ کشی کی منت ہو تو تین روز سے کم نہوگا اور زیارات مشاہد مشرفہ
کی نذر ہو تو اصل مقابر مقدسہ پر جاوے نقل کربلا میں یا مدفن ضرایح پر جانا کافی نہیں ہے
اور اعتکاف و زیارت میں بھی وقت کی رعایت لازم ہے اور ادائے زیارت کو مشاہد معین
حاضر ہونا کافی ہے اور اقرب جو سلام ہے بضرورت لمتعارف اور زیارت مسجد یعنی مسجد معین
جانیکی منت ہو تو فقط جانا کافی ہے کسی عبادت کی ضرورت نہیں اور شیخ نے فرمایا ہے کہ
دو رکعت تحیۃ لازم ہے اور بردہ آزاد کرنیکی منت ہو تو ایک بردہ بچہ یا بڑا غلام یا لونڈی
صحیح سالم یا بیمار اور عیبی آزاد کردینا کافی ہوگا بردے سے مراد وہ کافر لوگ ہیں جو لوٹ میں آویں
یا کافر سے خریدیں یا کسی اور ذریعہ سے قبضہ میں آجاویں گے یا دار الحرب اور دار الکفر سے پڑا ہوا پایا ہو
یا ایسے شخص کو کسی مسلم سے خریدیں گو وہ بردہ مسلمان ہو گیا ہو اور شب جاگنے کی منت ہو
تو مغرب کے وقت سے صبح تک عبادت خدا میں جاگ کر بسر کرنا واجب ہوگا نماز قرآن دعا درود
تسبیح ذکر جو کچھ ہو اور تلاوت قرآن کی نذر ہو تو کل یا جزو جو نذر کرے اسیقدر صحیح طور سے
پڑھے اور اگر سیپارہ کا نام لے تو ایک پارہ کافی ہے اور ختم کہے تو کل پڑھے اور اگر مقدار
پارہ کی معین نکرے تو جسقدر میسر ہو کافی ہے اور کل نجانتا ہو تو سیکھکر پڑھنا یا کسی کے ساتھ ساتھ
پڑھنا احوط ہے اور سجدہ کی نذر ہو تو مثل سجدہ نماز یا سجدہ تلاوت یا سجدہ شکر کے سجدہ کرنا احوط ہے اگرچہ
محض زمین پر ماتھا ٹیکدینا بھی کافی ہو سکتا ہے جسطرح اور جس رخ اور جس چیز پر چاہے ہو
اور ہدی کی نذر ہو تو کعبہ میں کہ ہے مسجد میں یا اور کسی مکان میں اور جتا اور قبر و غیرہ جانور دیگا

چھوڑ دینا یا بلدان کرنا کافی نہیں بلکہ ناجائز ہے اور ہدی کا جانور معین ہو تو خیر ورنہ گائے
بیل اونٹ بھیڑ بکری میں سے کوئی جانور ذبح کردے اور جملہ شرائط قربانی اسمیں
شرط نہیں کم سن اور عیب دار کی ہدی ہوسکتی ہے اور یاد رہے کہ ہدی واجب میں
سے خود نہیں کھا سکتا اور نہ اُجرت میں قصاب کو دے سکتا ہے اور کھال بھی تصدق
کرنا واجب ہے اور عید قربان کے اضحیہ یعنی قربانی کی کھال بھی تصدق کرنا واجب نہیں
بلکہ سنت ہے اور نذر کا جانور ملک سے خارج ہو جاتا ہے امانت شمار ہوگا اگر کھو دیگا
یا مار دیگا تو قیمت دینی پڑیگی اور خود گم ہو جاوے یا تلف ہو جاوے تو یہ ضامن
نہیں ہے اس معمولی نگہبانی لازم ہے اور ہدی یعنی نیاز کعبہ کے سوا محض قربانی
کی نذر ہو تو ہر جگہ ذبح ہوسکتی ہے اور تعمیر مسجد و مدرسہ و حسینیہ و نہر و چاہ و پل
و سرائے وغیرہ کی منت ہو تو بقدر کارآمد و نام چارہ کے کافی ہو جاویگی مگر بہتر
اوسط درجہ ہے اور خدمت مساجد کی منت ہو تو چراغ بتی جاروب کشی فرش
بچھانا اذان دینا مسجد کی خدمت میں شامل ہیں اور مرمت و درستی کی داخل ہونے میں
تامل ہے پس اگر بذات خود کرینگے منت ہو تو خود کرے اور مطلق خدمت کی نذر ہو
تو اختیار ہے آپ کرے یا کسی سے کرا دے نوکر چاکر خادم اولاد جو کوئی ہو اور
غسل کی نذر کرے تو ارتماسی و ترتیبی دونو طرح اور ہر وقت میں کافی ہیں اور
تسبیح کی نذر ہو تو تسبیح اربعہ یا تسبیح سیدہ بلکہ فقط سُبْحَانَ اللّٰہ کافی ہے اور کچھ
معین کرے تو وہی کرے اور درود کی منت ہو تو اَللّٰھُمَّ صَلِّ عَلٰی مُحَمَّدٍ وَّآلِ مُحَمَّدٍ
پڑھے کافی ہے اور مجلس کی منت کی ہو تو مومنین کو جمع کرکے کچھ فضائل و
مصائب پڑھنا پڑھوانا کافی ہے مگر شرط یہ ہے کہ صحیح شرعی طور سے ہو غنا و باجے نہیں

؎ اور تعزیہ بنانے کی منت مانا اگر صحیح شمار کیا جاوے تو سیدھے یعنی چھوٹا سا بھی کافی ہے بشرطیکہ اُس
براق وغیرہ جاندار کی تصویر نہو اور ریا نہو اسراف نہو اور براق بنانا منت بلا منت دونوں طرح ناجائز ہے

ومضامین لغو وجھوٹ ہو اور نیاز اور اہل مجلس کی مدارات کی ضرورت نہیں ہے کرے
اختیار ہے بلکہ بہتر ہے تن اگر نیاز کا قصد ہو تو قلیل کثیر جو کچھ میسر آوے شیرینی کہانا
شربت چار کچھ ہو بانٹ دے یا کھلا پلادے اور جنس اور مقدار اور جگہ اور وقت معین
ہو تو ویسا کرے علیٰ ہذا حلیہ صدقات ومبرات وخیرات کا حال ہے اگر جنس اور وزن
اور مصرف اور جگہ اور وقت اور زمانہ معین ہو تو ویسا کرے ورنہ مختار ہے جس
نیک کام میں اور جسقدر اور جسوقت اور جو چاہے لگاوے بشرطیکہ مال حلال طیب
پاکیزہ ہو مال حرام رشوت وسود وغصب ہو اور نجس اور ہندو کا بنایا ہوا ہو تو
نذر ادا ہونا تو درکنار الٹی معصیت گلے پڑے گی یہ نہیں جانتے کہ انما یتقبل
اللہ من المتقین[1] ایسے تر نوالہ سے شربت کا پیالہ کہیں افضل ہے اگر دس مصلی
یا مومن ومومنہ کو کھلانے کی منت ہو یا دس سید اپوتے سیر کرنیکی نذر ہو تو خود
ساتھ یا جدا اس نذر نیاز سے کھا سکتا ہے مضایقہ نہیں اور پانچ سیر یا دس سیر مثلاً
کم وزیادہ مقدار نیاز کی معین کردے ہو تو اس مقدار میں سے نہ خود کھا سکتا
ہے نہ عیال کو دے سکتا ہے خواہ فاتحہ سے پہلے یا پیچھے اگر لحاظ اس حکم کا نہ ہو گا نذر
سے بری الذمہ نہ ہو گا اگر آپ بھی اسمیں سے کھانا مقصود ہو تو بقدر اپنے صرف کے
مقدار زیادہ کرلے اور صغیر وکبیر ملے جلے ہوں تو مقدار پوری ہو گی ورنہ صغیر کا
کھلا دینا کافی نہیں لا یجوز اطعام الصغیر منفرداً ویجوز مختلطاً[2] رواہ
الشیخ فی الاستبصار اور کل گھربار کے لٹا دینے کی نذر ہو اور طاقت سے باہر
ہو تو قیمت لگا کے چند دفعہ کرکے خیرات کردینا درست ہے اور حاضری کی منت
ہو تو نیاز حضرت عباس کافی ہے مگر احوط حسب معمول ہے کم ہو یا زیادہ بشرطیکہ
تشریع کا قصد نہ ہو ورنہ اصل نذر میں کلام ہو گا چنانچہ گذرا اور اگر کونڈہ کی منت ہو تو

---

[1] بس قبول کرتا ہے اللہ پرہیزگاروں سے [2] کافی نہیں کھلانا بچوں کا تنہا اور جائز ہے شامل میں ۱۲

تو دو تغاری جسکو کونڈہ کہتے ہیں کسی قسم کے طعام سے بہر دینا کافی ہے چہوٹا ہو یا بڑا علیٰ ہذا صحنک میں ایسی رکابی و طباق جو عرف میں صحنک کہلاوے کافی ہے اور درخت کی منت ہو تو کسی چیز کا پیڑ لگا دینا کافی ہے جسکے سایہ یا پہل سے لوگ آرام پاویں گہاس پہوس کے درخت کافی نہوں گے اور عبادتخانہ کے واسطے کچہ نذر کرے تو مکہ و مسجد تو یقیناً داخل ہیں باقی حسینہ و مدرسہ میں تامل ہے —

اور کلیسا و گرجا و مندر وغیرہ مسلمان کے حق میں عبادت خانہ نہیں اور کافر کی منت صحیح نہیں خلاصہ یہ ہے کہ جس وقت منت کی شئے کو معین نہ کرے اور شرع سے اوسکی کیفیت مقرر نہو تو عرف اور لغت کی راہ سے بجالاوے اور باقی احکام نماز روزہ حج عمرہ و طواف زکوۃ فطرہ خمس جہاد امر بالمعروف نہی عن المنکر اور اعتکاف اور وقف اور تحبیس و سکنی و عاریہ و ہدیہ و عطیہ و عتق و صدقہ و ابراء و اسقاط و خیرات و مبرات و میراث و یمین و قسم وغیرہ کی اپنی جگہ رسائل فقہ میں مذکور ہیں یہاں سب کی تشریح دشوار ہے بقدر اطلاع و تنبیہ کسیقدر لکہدیا کہ پوچہنے اور سیکہنے کا خیال پیدا ہو اور اسبات کو جانے کہ شرع میں ہر کام کے حکم مقرر ہیں رسم و رواج ہی کے غلام نہ بنے رہیں اب ایک بات باقی رہی کہ آیا فاتحہ دلانا نذر و نیاز پر شرط ہے یا نہ اور اوسکے کیا معنے تفصیل اسکی یہ ہے کہ فاتحہ دلانا نذر و نیاز پر اور نیاز دلانا آب و طعام پر نہ نذر کا جزو ہے نہ ایصال ثواب کی شرط ہے کہ خواہ مخواہ پڑہیں خود نجانیں یا احتیاط کریں تو کسی مرد بزرگ کو تلاش کریں جب کوئی فاتحہ پڑہے نیاز دے تو نیاز ہو فاتحہ لگے اور نذر کہلاے نہیں تو نہیں یہ عقیدہ عوام کا بیجا ہے فقط صدق نیت سے کرنا کافی دعا فی ہے اصل صورت اس کی یہ ہے کہ سورہ الحمد کا پڑہنا

طعام کے ساتھ جمع ہیں الوظیفتین ہے یعنی دو نیک کام ایک ساتھ کرنا ہم
طعام وہم کلام اور اہل ولایت کا یہ قول وفعل ہے کہ اول طعام بعدہ کلام
یہ طریقہ انسب اور انفع معلوم ہوتا ہے ہم خرما وہم ثواب نہ کھانا گرد ہوگا نہ حافظ
وقاری کا جی سرد ہوگا قلوب تازہ ہوگا تو پڑھنے میں بھی خوب جی لگے گا اور
مفت میں تشریع سے بچے گا اور یہ کہنا کہ خالی تھالی بیٹھے کیا کریں اتنی کھانا آئے
اتنے کچھ پڑھا ہی کریں اس کا بھی مضایقہ نہیں جیسا موقع دیکھا ویسا کر لیا خلاصہ
کلام اگر طعام وکلام بلا قصد تشریع ہو فبہا نور علی نور ہو نہیں سہی کچھ حرج
نہیں اور عورت ومرد دونوں فاتحہ پڑھ سکتے ہیں عورتوں کا احتیاط کرنا بیجا ہے
البتہ حایض ونفسا نہ پڑھے تو اچھا ہے شاید اسی پردہ پوشی کو عورتوں نے
یہ التزام کر لیا ہے کہ ہر حالت میں فاتحہ پڑھنا ترک کر دیا ہے اور عورت کی
بے اختیاری خیرات جاری میں اسکا سبب ہو یہ بھی محتمل ہے مگر تخصیص
بے محل ہے اور نیز فقط سہاگن کے باب میں یہ غدر پیدا ہو سکتا ہے نہ
ہر عورت کے لیئے اور نہ ہر حالت میں اور ناخواندگی مانع ہو یہ بھی گمان
ہے الغرض فاتحہ پڑھ کر ثواب پہونچانا امر خیر ہے لیکن نماز جنازہ کی طرح
طعام میت پر فاتحہ پڑھنے کو محل فاتحہ کا وادی مقدس سمجھ کر فاخلع
نعلیک کی تعمیل کرنا یعنے جوتہ نکال کر اکڑو بیٹھ کر یا مودب دست بستہ
کھڑے ہو کر ہاتھ اٹھا کر فاتحہ پڑھنا زاید اور تقول ہے تعظیم قران مجید شرع
شریف میں اسکا نام نہیں یوں صبح وشام تمام قران خاص وعام پڑھتے
ہیں کوئی یہ کام نہیں کرتا آرسے بعد تلاوت اہدائے ثواب کے وقت اگر
ہاتھ اٹھائیں تو مضایقہ نہیں کہ وہ دعا ہے اور دعا میں ہاتھ اٹھانا مستحب ہے
شاید اصل اس رسم کی اتنی ہے ہو اور اب بڑھ گئی افسوس ہے کہ ان بے اصل

چیزوں کی پابندی تو اسقدر اور جو مداصل تعظیم قران ہے اوسکی رعایت کم پائی جاتی ہے اگر ہے تو برائے نام ہے یعنی باوضو ہوکر صحیح صحیح مخارج کی رعایت سے قربتہً الی اللہ یعنی عبادت جانکر بلا روپیا پڑھنا جیسا کہ آداب قران اور تعظیم کلام ہے کوئی خیال نہیں رکھتا اور پانیکا پاس رکھنا بھی لوازمات فاتحہ سے نہیں ہے اگر پانیکا ثواب پہونچانا مقصود ہے تو وہ پلانے سے ہوتا ہے نہ کہ خود نوشجان فرمانے سے یا ستو پر چہڑکنے اور بھانے سے اور پھر پڑہتے وقت آگے رکہنا چہ معنی اور مشار الیہ گردانئے کو بھی اختصار ضروری نہیں ہے بلکہ قبل از ایصال ستحق ادائے ثواب قبل از مرگ واویلا ہے جب آب وطعام مسکین کے ہاتھ پلہ پڑ چکے اُسوقت ثواب بخشے تو زیبا ہے دیا نہ دلایا ابھی سے فاتحہ چہ معنی اور آب وطعام کے لئے کوری مٹی کے برتن کا ہونا ہنود سے سیکھا ہے یہ کچا مذہب نہیں کا ہے جنکا جہوٹا مذہب ہے وہی جہوٹ کو مانتے ہیں ہم تو سؤر المؤمن شفاء[1] کو حق وصدق جانتے ہیں جب گھر کی ہنڈیا میں پکتا ہے تو گھر کے باسنمیں کھلانے سے کیا لگتا ہے اور سفالی اور گلی کی قید کب واجب لازم ہے مسی برنجی تانبا پیتل کچ بلور چینی مینی گلٹ سلٹ کوٹ پھرت سب دام ہے پاکیزہ ہو نجس و ناپاک اور سونے چاندی کا ہو اور کسی مسجد میں یا کسی مومن کو دینا منظور ہے اس نظر سے کوری کی تجویز ہے تو بہتر ہے مگر برتا ہوا بھی تو دے سکتے ہیں یہ بھی معلوم رہے اور آسانی اور سہولت کا عذر ہر جگہ پاؤں نہیں چلتا اور احتیاط کے واسطے جُعِلَ الماءُ طَهُوراً[2] ہے بہرحال پانے کا پاس رکہنا اور کہانے پر فاتحہ پڑہنا اسپر کیا سند ہے فاتحہ درود ختم مردہ کو پڑہکر بخشا جاتا ہے نہ اس پانی دانے پر پڑہا جاتا ہو یہی بنا ہے کہ عوام اُسکو چہوتا اور تبرک سمجھتے ہیں

---

[1] مومن کا جہوٹا شفا ہے ۱۲
[2] بنایا گیا پانی پاک کرنے والا ۱۲

اور فاتحہ خواں کو پیاس ہو تو بھی خواہ مخواہ پیے اور اگر بہ تقدیر نہ پیے تو سقّوں پر
چھڑک دیتے ہیں خدا غارت کرے فرقہ بدعتیہ کو جنکی بدولت یہ سب فتور مسلمانوں میں
پھیل گئے دین میں داخل ہوگئے وتم بہار الحق اور یا غوث الاعظم والوں کا
یہ سب ایجاد بے بنیاد ہے معاشرت اور صحبت سے شیعوں میں بھی اثر کر گیا مرزا فصیح
وغیرہ نے کلمات دعا کو تسہیل کی نظر سے نظم کر دیا تھا کہ بعد مجلس فقرا پڑھا کریں
کہ محل اجابت دعا ہے رفتہ رفتہ مجلس کے بعد فاتحہ منظوم اور کھڑے ہو کر ضروری
ٹھہر گیا۔ اور فاتحہ دیگر برائے بارش باراں و شفاء بیماراں اوسپر ایک اور بندھا
لگ گیا ہے مرثیہ خواں نے ابتدا میں بحکم حدیث افتتاح فاتحہ کیا پڑھا کہ سب
حاضرین و سامعین پر فاتحہ پڑھنا اسکے ساتھ گویا مستحب ہو گیا العظمۃ للہ
کیا سے کیا ہو جاتا ہے پر کا کبوتر بنجاتا ہے جو امر کوئی ملا مولوی یا حکیم طبیب
کسی موقع اور مقام کے لئے تجویز کرتا ہے رفتہ رفتہ عام ہو جاتا ہے اور
شدہ شدہ اسکا التزام ہو جاتا ہے ضروری ٹھہر جاتا ہے ضرورت بلا ضرورت
کرنے لگتے ہیں ستگسا ورساپنا یعنے زچا خانے اور تعزیت کی رسمیں اور
نذر و نیاز فاتحہ کے لوازم اور فاتحہ خیر سب اسی قسم سے ہیں کہ بعد از دعائے
خیر کسی پڑھے لکھے نے بجز سورۃ الفاتحہ کہا ہوگا اب بعد تعزیت ایک فاتحہ خیر
رسم پا گیا جس سے فاتحہ خیر پڑھو یعنی صبر کرو شق ہوا خیر بہر حال آیا فقط صدق
دل سے نیت کرنا کافی ہے یا منہ سے ثواب بخشنا بھی چاہیے قواعد شرع سے
ایسا معلوم ہوتا ہے کہ منہ سے کہنا چاہیے ہدیہ میت اور ترویح ارواح
ایک ہدیہ یا نیابت ہے اور اسمیں صیغہ اور عبارت درکار ہے چنانچہ نماز
ہدیہ میت میں بھی نقل ہوا ہے اور اصالتاً و نیابتاً دونوں طرح صحیح ہے خیر
بہر حال اب یہ جاننا چاہیے کہ جب کھانا مصلی و دعوتی کے سامنے رکھدیا آیا

اُسکی مالک ہوجاویگا یا بعد قبضہ کرنے اور ہاتھہ رکہنے کے یا لقمہ کرنے پر ہضم کر جانے پر ہضم ہوجاتا ہے اسمیں خلاف ہے اور نتیجہ خلاف کا یہ ہے کہ آیا اُس سے لیکر دوسرے کو دیدیں یا بدل دیویں تو روا ہے یا نہ رعایت احتیاط فریقین کو لازم ہے بر رضاے یکدگر مہمان و میزبان عمل کریں

خاتمہ نذر زجر سے مراد بقصد قربت نفس کا روکنا ہے فعل مرجوح سے یا ترک راجح سے بروے دین ہو یا بروے دنیا چاہے فعل واجب اور سنت اور اولی ہو چاہے ترک حرام و مکروہ و ترک اولی ہو اور صورت اُسکی یہ ہے ان فعلت کذا فللہ علی کذا یا ان لم افعل کذا فللہ علی کذا یعنی اگر فلاں بد کام کروں تو مجہپر للہ یعنی خدا کے لئے یہ امر لازم ہے پس در صورت خلف وعدہ ایفاے نذر لازم ہے باقی احکام وہی ہیں جو نذر مجازات اور شکر میں گذرے اور نذر تبرعی کے احکام اور مسائل وہی بعینہ نذر مجازات کے احکام ہیں فقط اتناہی فرق ہے کہ اسمیں بلا شرط کسی مراد کے نذر ہوتی ہے یوہیں ایک امر کو بغرض خوشنودی خدا اپنے اوپر لازم کرلیتے ہیں اور عہد کے احکام بھی نذر کی مثل ہیں اور عبارت عہد عاہدت اللہ ہے یعنی خدا سے عہد کرتا ہوں قول کرتا ہوں یا اقرار کرتا ہوں کہ ایسا کروں تو مجہپر یہ امر لازم ہے پس اگر امر معہود واجب و سنت یا ترک حرام و مکروہ یا فعل راجح اور عمدہ کام ہو یا ترک مرجوح اور ناکارہ ہو تو اپنے عہد پر قایم رہے اور برعکس ہو تو عہد پر قایم رہنا لازم نہیں ہے بلکہ خلاف کرنا چاہیے اور کفارہ اُس عہد کے خلاف کا جس کی پابندی ضرور ہے مثل کفارہ نذر کے ہے اور نذر لجاج یعنے طلاق و

وعتاق پر ہمارے مذہب میں باطل ہے جیسا کہ عوام الناس سُنّی
کہا کرتے ہیں کہ اگر ایسا کروں یا نکروں تو اُس شخص کی زوجہ پر
طلاق ہے یا میرا بردہ آزاد ہے علیٰ ہٰذا ہیں و قسم طلاق وعتاق پر
باطل اور لغو ہے اور بردہ آزاد کرنے کی نذر جسکا اوپر ذکر ہوا ہے
وہ دوسرا امر ہے اوسمیں باختیار خود بردہ آزاد کرنا ہوتا ہے ایسے
خود بخود آزاد ہوتا ہے — اَعْتَقَنَا اللّٰهُ وَاِيَّاكُمْ مِنَ النَّارِ
وَوَفَّقَنَا بِطَلَاقِ الدُّنْيَا بِحُرْمَةِ حَيْدَرِ الْكَرَّارِ وَصَلَّى اللّٰهُ
عَلٰى مُحَمَّدٍ وَّاٰلِهِ الْاَطْهَارِ ؕ

تمت

قطعہ تاریخ نتیجہ فکر معنی رس سخن پرور
مولوی شیخ غلام عباس صاحب سہارنپوری ہنر

ہیں جو عابد حسین نیک صفات — عالم با عمل ملائک خو
سالک مسلک طریق رشاد — رونق شرع و زینت دین حق جو
راست گوئی میں دیکھو بانکپن — ایسے دیکھے سُنے نہیں حق گو
نذر و منت کے باب میں لکھا — کیا رسالہ لکھا ہے دیکھو تو
ہوگئے سُن کے ان مضامین کو — غالی اور ناصبی خجل دونو
دین کی رہ کو اون سے صاف کیا — شرک و بدعت کے خار تھے جو جو
نذر اور عہد کی کسوٹی ہے — کھرے کھوٹے کو مومنو کس لو
سال تصنیف تم ہی لکھدو ہنر — کیا گیا دور شرک و بدعت کو

۱۳۰۰ھ